نمبر ۷۸ | مورخہ ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۸ ذوالقعد سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

ایک ڈچ آفیسر جو سماٹرا میں مقرر تھے ۔ اور مولوی رحمت علی صاحب احمدی مبلغ کے ذریعہ سلسلۂ احمدیہ کے حالات سن چکے تھے ۔ جدہ میں ڈچ گورنمنٹ کی طرف سے ڈچ کونسل مقرر ہو کر جاتے ہوئے ۵ اپریل قادیان تشریف لائے ؛

جناب ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب معہ اہل بیت چند روز کے لئے تشریف لائے ؛

مولوی اللہ دتا صاحب مولوی ۔ فاضل حیدر آباد دکن بمبئی ۔ مانگرول ۔ اور کراچی سے کامیاب تبلیغی دورہ کر کے واپس آگئے ہیں ؛

۱۳ اپریل نماز جمعہ کے بعد مسجد اقصیٰ میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا ۔ جس میں جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے قادیان کے نوجوانوں کی تنظیم کے متعلق زوردار الفاظ میں تحریک کی ۔ جس پر نوجوانوں نے آمادگی کا اظہار کیا ۔ اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے دوسرے دن ایک جلسہ کیا ؛

شیخ صاحب نے اخبار "صادق" گوجرانوالہ اور شیخ غلام حسن صاحب ، سابق سپرنٹنڈنٹ چھاؤنی جہلم کا جنہوں نے اپنی شرافت نفس کی وجہ سے کارکنان مباہلہ کی افترا پردازی پر اپنی نفرت و حقارت کا اظہار کیا ہے لوکل جماعت قادیان کی طرف سے زوردار الفاظ میں شکریہ ادا کیا ؛

اس کے بعد جناب چودھری فتح محمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ اور مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل نے تقریریں کیں ۔ جن میں مقامی پولیس کے رویہ پر جو اس نے جماعت احمدیہ کے ساتھ روا رکھا ہے ۔ روشنی ڈالی ؛

مستریوں کے مکان کی ایک کوٹھڑی کو آگ لگنے کی خبر اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج ہو چکی ہے ۔ ہمیں جو اطلاع پہونچی ۔ وہ یہ تھی ۔ کہ ۳ اپریل کو [illegible] ب کو آگ لگی ۔ اور اس احتیاط سے لگی ۔ کہ جہاں اسباب وغیرہ کچھ نہ تھا ۔ اور جہاں سے آگے پیچھے پھیلنے کا اسے کوئی موقعہ نہ تھا ۔ اس نے سر نکالا جس سے صرف چند لکڑیاں جھلس گئیں ۔ لیکن "زمیندار" (۴ اپریل) جس میں مستری عبد الکریم کی طرف سے یکم اپریل کا تار ان الفاظ میں شائع ہو چکا ہے "مکان کو جس حالت میں تھا ۔ پولیس کی نگرانی میں چھوڑ دیا ۔ کار پردازان پولیس میں سے سردار نریندر سنگھ اور لالہ خوشابی لعل کا رویہ نہایت شریفانہ ہے" ۲ اپریل کے پرچہ میں قادیان کے "ایک صاحب" کے بیان کی بناء پر لکھتا ہے :- "آج (۴۔ اپریل) دفتر مباہلہ کو آگ لگا دی گئی ۔ دفتر تین گھنٹہ تک متواتر جلتا رہا ..... مالکان مکان نے یہ مکان یکم اپریل کی رات سے مقامی پولیس کی حراست میں چھوڑ دیا تھا ۔"

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ بیان کنندہ آگ لگنے کے وقت سے خوب واقف ہے ۔ اور یہی نہیں ۔ بلکہ دفتر مباہلہ جتنی دیر جلتا رہا ۔ اس کا بھی اُسے خوب اندازہ ہے ۔ جو اس کے حساب سے تین گھنٹہ ہے ۔ اس کے متعلق قابل غور بات یہ ہے ۔ کہ جب "زمیندار" کے دفتر میں جا کر بیان دینے والے کو علم ہو چکا تھا ۔ کہ آج صبح دفتر مباہلہ کو آگ لگا دی گئی ۔ تو اس نے کیوں اسی وقت آگ بجھانے کی کوشش نہ کی ۔ اور کیوں متواتر تین گھنٹے آگ بھڑکتی دیکھتا رہا ۔

کیا اس لئے ۔ کہ مکان مقامی پولیس کی حراست میں تھا ۔ در اصل یہ ایک مزید شرارت ہے ۔ جو مفسدہ پردازوں کی طرف سے ظہور پذیر ہوئی ہے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی متعلق اشرار الناس کی فتنہ انگیزیاں

فتنہ پردازوں کے خلاف جماعت احمدیہ میں غم و غصہ

جماعت احمدیہ ملتان

(بذریعہ تار)

ملتان ۴ر اپریل۔ جماعت احمدیہ ملتان کے ایک خاص جلسہ میں حسب ذیل ریزولیوشن باتفاق رائے پاس ہوا:۔

"کارکنان اخبار مُباہلہ نے اپنے تازہ پرچہ میں ہمارے امام ذو الاحترام کی ذات اقدس پر جو شرمناک حملے کئے ہیں۔ ان سے ہماری حد درجہ دل آزاری ہوئی ہے گو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ صبر و تحمل کی تلقین کر رہے ہیں۔ لیکن بعض لوگ آپ کے خلاف بدزبانی اور بے ہودہ سرائی کر کے بے حد اشتعال دلا رہے ہیں۔ اس لئے ہم گورنر پنجاب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اس بارے میں ضروری کارروائی کریں۔ اور آئندہ کے لئے ایسی کارروائیوں کو جن سے پبلک امن برباد ہونے کا احتمال ہے۔ روکنے کا انتظام کریں"۔

نیز یہ بھی قرار پایا۔ کہ اس ریزولیوشن کی کاپیاں گورنر پنجاب۔ کمشنر ملتان ڈویژن۔ اخبار انقلاب اور مسلم آؤٹ لک کو ارسال کی جائیں۔

جماعت احمدیہ بنگہ

جماعت احمدیہ بنگہ کا ایک غیر معمولی اجلاس بتاریخ ۲ر اپریل بعد نماز عصر مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا۔ اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن اتفاق رائے سے پاس ہوئے:۔

(۱) یہ جلسہ مستریوں کی نہایت ناپاک اور خبیثانہ شرارت پر جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کے حرم پاک کے خلاف ناپاک پروپیگنڈا کی صورت میں کی ہے۔ سخت نفرت کا اظہار کرتا ہے اور ہم ممبران جماعت احمدیہ بنگہ ان بدفطرتوں پر ہزار ہزار لعنت بھیجتے ہیں۔

طعنہ بر پاکاں نہ بر پاکاں بود۔ خود کُنی ثابت کہ ہستی فاجرے

(۲) ہم وابستگان دامن خلافت حضور کے تمام ارشادات کی تعمیل کریں گے۔ جن سے منافقین اور اس پروپیگنڈا میں حصہ لینے والے محسوس کریں۔ کہ ہم اُن سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتے۔ اور وہ بھی مستریوں ہی کی طرح قابل نفرت ہیں۔

(۳) یہ جلسہ گورنمنٹ کو اس موقعہ پر توجہ دلاتا ہے۔ کہ وہ جلد سے جلد مستریوں کو ان کے گندے پروپیگنڈے کی اچھی طرح سزا دے۔ اور ان کے پرچے فوراً ضبط کرے۔ ورنہ اگر کوئی فساد رونما ہوا تو گورنمنٹ خود اس کی ذمہ دار ہوگی۔ کیونکہ مستریوں کی اشتعال انگیزی یقیناً ناقابل برداشت ہے

(۴) ان تمام ریزولیوشنز کی کاپیاں حضرت خلیفۃ المسیح۔ اخبار الفضل۔ ڈپٹی کمشنر گورداسپور اور سکرٹری گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں بھیجی جائیں۔ سکرٹری جماعت احمدیہ بنگہ ضلع جالندھر

احمدیہ انجمن انصار اللہ لاہور

۲ر اپریل ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں باتفاق آراء مندرجہ ذیل قرار دادیں پاس ہوئیں:۔

(۱) یہ جلسہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ اور خاندان مسیح موعودؑ کو جہاں ہر ایک قسم کے ناپاک الزامات سے بری یقین کرتا ہے۔ وہاں ان کی خدمت میں اپنا ہدیہ عقیدت پیش کرتا ہے اور آپ کے دشمنوں کو اسلام کا دشمن سمجھتا ہے۔ اور ان کے ناپاک اور شیطانی افتراؤں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

(۲) منافقین کے گروہ سے کامل اور قطعی بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں مستدعی ہے۔ کہ وہ بہت جلد تحقیقاتی کمیشن بٹھائیں۔ اور نہ صرف ان تمام لوگوں کو جن کے خلاف یقینی ثبوت ہوں۔ جماعت احمدیہ سے خارج کر دیں۔ خواہ وہ کتنے ہی بڑے آدمی یا ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ بلکہ ان اشخاص کے نام بھی جن پر منافقت کا شبہ ہو۔ ظاہر فرمائیں تا جماعت احمدیہ فتنہ پردازوں کی شرارتوں سے آگاہ رہے۔

(۳) یہ جلسہ گورنمنٹ پنجاب کو آگاہ کرتا ہے۔ کہ متعلقہ افسران کی خاموشی جہاں اخبار "مباہلہ" والوں کی ہمت افزائی کا باعث ہوئی۔ اور ہو رہی ہے۔ وہاں اس نے احمدیوں پر یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ ذمہ دار افسر صرف ہنگامہ آرائی سے متاثر ہوتے ہیں۔

نظر بریں حالات یہ جلسہ گورنمنٹ کو متنبہ کرتا ہے۔ کہ جو قوم سید عبد اللطیف اور نعمت اللہ خان جیسے لوگ شہید اور مظلوم پیدا کر سکتی ہے۔ وہ کبھی اپنی بے عزتی برداشت نہیں کر سکتی۔ اور اپنے مقدس امام کی خفیف سے خفیف ہتک بھی برداشت نہیں کرے گی۔ اور اس کے لئے جان و مال و آبرو اور اعزہ تک کو قربان کر دے گی۔ یہ جلسہ گورنر پنجاب سے اس امر کا پُر زور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ مفسد پرداز مباہلہ والوں اور ان کے حامیوں کی خباثت سے فضا کو پاک کریں۔ اور فوری تدابیر اختیار کریں۔ ورنہ احمدی نوجوان خود اپنے امام اور سلسلہ کی عزت اور ناموس کے تحفظ کے لئے عملی تدابیر اختیار کرنے پر مجبور ہوں گے۔ نیز ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ اپنی بزدلی اور غفلت تدبر کا ثبوت اس سے پیشتر مذبح قادیان کے موقعہ پر دے چکی ہے۔ مگر اب ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔

(۴) یہ جلسہ تمام احمدیہ جماعتوں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ زمین و آسمان کی ازلی۔ ابدی گورنمنٹ سمیع و بصیر خدا سے دعائیں مانگیں۔ کہ وہ جلد حق و باطل کا فیصلہ کرے۔ اور اسلام کو خناس کے اس حملہ میں غلبہ عطا کرے۔

ان قرار دادوں کی نقلیں حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں اور گورنر پنجاب۔ مقامی افسران ضلع گورداسپور اور اخبارات کو بھیجی جائیں۔ سکرٹری انجمن انصار اللہ لاہور

بٹالہ میں تبلیغ احمدیت کے لئے جلسہ

گذشتہ دنوں ہمارے سکول کے میٹرک کلاس کے طلباء یونیورسٹی کا امتحان دینے کے لئے بٹالہ میں مقیم رہے۔ وہاں ان کے ذریعہ "ندائے ایمان" اور دیگر اشتہارات کثرت سے تقسیم کئے گئے اور ہر موزون موقعہ پر احمدیت کی تبلیغ کی گئی۔ ہمارے اس اثر کو زائل کرنے کی غرض سے انجمن شباب المسلمین بٹالہ نے کئی دفعہ جلسے کئے۔ منجملہ دیگر لیکچراروں کے بابو حبیب اللہ کلرک امرتسری کو بھی ہمارے خلاف بولنے کے لئے بلایا گیا۔ تقریباً ہر روز ہمیں ستانے اور تنگ کرنے کی غرض سے جلوس نکالے گئے نہایت اشتعال انگیز تحریروں اور نظموں کے پڑھنے سے ہمارے جذبات کو ابھارنے کی کوشش کی۔ اور راتوں کو جن مکانوں میں طلباء ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہاں پتھر اور روڑے پھینکے گئے بعض طلباء تو بال بال بچے تاہم ہم اپنے امتحان کے کام میں مشغول رہے۔ مورخہ ۲۹ر مارچ طلباء کا امتحان ختم ہو چکا تھا۔ اس لئے ان اعتراضات کے جوابات دینے کے لئے جو اہل بٹالہ اور ان کے علماء سلسلہ عالیہ احمدیہ پر کرتے رہتے تھے۔ ایک پبلک جلسہ کا انعقاد ہوا۔ قادیان سے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور گیانی شیر سنگھ صاحب کو بلایا گیا اتفاق سے صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے بھی وہاں موجود تھے۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے ان تمام بے بنیاد اعتراضات کا قلع قمع کیا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پر کئے جاتے ہیں۔ آپ کی تقریر نہایت مدلل اور عالمانہ تھی۔ دوران تقریر میں لوگوں نے چند ایک اعتراضات پیش کئے۔ جن کے مولوی صاحب نے نہایت عمدہ اور معقول جواب دیئے۔ مدعی نبوت کے پرکھنے کے لئے جو معیار ہو سکتے ہیں۔ ان سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت کی۔ پریذیڈنٹ جلسہ صوفی غلام محمد صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں حضرت مسیح موعود کو ماننے کی ضرورت پر زور دیا۔ اور گیانی شیر سنگھ صاحب نے اسلام اور دیگر مذاہب کا مقابلہ کیا۔ اور اپنی مختصر مگر مدلل تقریر کے دوران میں بتلایا۔ کہ الہام کا دروازہ صرف اسلام ہی کھلا ہے۔ نیز سکھوں کی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۸۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۸ اپریل ۱۹۳۰ء | جلد ۱۷

کمینہ اور شرمناک شرارتیں برداشت نہیں کیجا سکتیں

گورنمنٹ اور فتنہ انگیز کان کھول کر سن لیں

کچھ عرصہ سے قادیان کے دو تین اوباش آوارہ اور فرومایہ لونڈوں نے جو عرفاً بھی نہایت ذلیل اور ادنےٰ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مفسد اور شریر لوگوں کی امداد سے جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس امام کے متعلق نہایت ہی اشتعال انگیز اور حد درجہ دلآزار پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے اس ملعون مقصد کے لئے انہوں نے ایک ننگ صحافت اخبار بھی جاری کیا ہوا ہے جس میں ملکی۔ ملی۔ اخلاقی۔ علمی۔ اور ادبی لحاظ سے ایک لفظ بھی شائع نہیں ہوتا۔ اور تمام کا تمام پرچہ ہمیں گالیاں دینے سب وشتم کرنے اور اشتعال دلانے کے لئے وقف ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ حکومت کو بھی اس کا ایک پرچہ اسی وجہ سے ضبط کرنا پڑا۔ لیکن چونکہ شرافت کا ایک ذرہ بھی ان لوگوں کے اندر موجود نہیں۔ اس لئے یہ تنبیہ انہیں راہ راست پر لانے کے لئے کافی نہ ہو سکی۔

اس اخبار کا تازہ پرچہ جو شائع ہوا ہے۔ وہ حد درجہ شکیب آزما اور ہیجان آفرین ہے۔ اور دنیا کے کسی شریف الطبع انسان کو جسے یہ پرچہ دیکھنے کا اتفاق ہو ان لوگوں کی کمینہ اور خبیث فطرت پر ہزار لعنت بھیجنے کے سوا چارہ نہیں۔ اگر اس سے سوگنا کم بیہودہ سرائی بھی کسی ادنےٰ انسان کے متعلق شائع کی جاتی۔ تو ناممکن تھا۔ کہ ان ناپاک اور گندہ سرشت شریروں کو انسانیت کے معزز نام کو ایک لمحہ کے لئے بھی بدنام کرنے کا مزید موقعہ دیا جاتا۔ لیکن ہم نے یہ سب کچھ سنا۔ بلکہ آنکھوں سے پڑھا۔ اور اس شخص کے متعلق پڑھا جس کے ہاتھ پر ہم اپنی جانیں بیچ چکے ہیں۔ اور جس کے لئے ہمارے دل میں اس قدر عزت واحترام ہے کہ کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کے لئے بھی ناممکن ہے۔ لیکن ہم خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے۔ محض اس لئے کہ ہم نے صرف خدا تعالیٰ کی خاطر احمدیت کو قبول کیا ہے اور خدا تعالیٰ قانون شکنی کو پسند نہیں کرتا۔

یہ پرچہ شائع ہوا لیکن ہمنے خدا تعالےٰ کے حضور گرنے کے سوا اس پر کوئی نوٹس نہ لیا۔ اور یہی سمجھا۔ کہ غلاظت پر منہ مارنیوالے چند پلید اور مردود کتے اپنی ازلی کمینگی اور فطری خباثت کا اظہار کر رہے ہیں۔ لیکن اس پر بھی انہوں نے بس نہ کی۔ اور ۲۸ مارچ کو عین نماز جمعہ کے وقت جبکہ مسجد اقصےٰ نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ اور حضرت اقدس خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ یہ لوگ نیت بد اور فساد انگیزی کے ارادے سے وہاں آموجود ہوئے۔ اب غور کا مقام ہے اور ہم اہل انصاف سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ سوچیں کہ ایسے چند شریر لونڈوں کا ہزاروں ایسے لوگوں کے مجمع میں فساد انگیزی کرنا جنکے دل وجگر کو وہ زہر آلود تیروں سے چھلنی کر چکے ہوں۔ اور پھر زندہ سلامت بچکر وہاں سے آجانا کیا ایک ایسی غیر معمولی بات نہیں جس کی نظیر شاید تاریخ عالم میں مشکل سے مل سکے۔

اب یہ لوگ بکواس کر رہے اور اخباروں میں تار پر تار شائع کرا رہے ہیں۔ کہ خلیفہ قادیان اپنی جماعت کو مشتعل کر کے ہمیں قتل کرانا چاہتے ہیں لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیئے خلیفہ قادیان کو خدا تعالےٰ کے قرب کا ایسا بلند مقام حاصل ہے۔ کہ اس نے اسے بے حد مقبولیت عطاء کی ہے۔ اور اسے جان نثاروں اور جان سپاروں کی ایک ایسی جماعت دی ہے۔ جو لاکھوں نفوس پر مشتمل ہے۔ اور جس کا ہر ایک فرد اپنے پیشوا کے ادنیٰ اشارے پر اپنی عزیز جان قربان کر دینے کو سعادت دارین خیال کرتا ہے۔ پھر اگر ان رذیلوں کی یہ بیہودہ گوئی جو قریباً دو سال سے کر رہے ہیں کہ خلیفہ قادیان اپنی جماعت کو ہمارے خلاف بھڑکا رہے ہیں۔ صحیح ہوتی۔ تو ان کا اتنا عرصہ تک اپنے منحوس وجود سے جہان کو ناپاک کرنا کسی طرح بھی ممکن نہ تھا۔ آخر انکے باپ دادا کی کونسی ایسی جنگجو فوج اور سپاہ ہے۔ جو جماعت احمدیہ کی دو سالہ اشتعال انگیزیوں کے باوجود لاکھوں احمدیوں کے پنجہ سے انہیں محفوظ رکھے ہوئے ہے۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ اشتعال انگیزی تو مدت ہوئی ہو چکی ہے۔ اگر حضور نے اپنی جماعت کے بیحد مشتعل شدہ افراد کے جذبات کو اپنے رعب اور حکم سے نہ روکا ہوا ہوتا۔ تو قبل اسکے کہ یہ خبیث ایک سے دوسرا لفظ بھی منہ سے نکالتے۔ انکی زبانیں گدی سے کھینچ لی جاتیں۔ انکے ناپاک اجسام کا ایک ایک ذرہ فنا کر دیا جاتا۔ اور یہ حقیر اور ذلیل کیڑوں کیطرح مسل دیئے جاتے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہ لوگ محض حضرت خلیفۃ المسیح کی بے انتہا چشم پوشی اور کمال صبر وسکون کے صدقہ میں ہی دنیا میں سانس لے رہے ہیں اور اسقدر شرارت اور کمینگی میں بڑھ رہے ہیں۔ ان لوگوں کی شیطنت کا یہ عالم ہے۔ کہ جماعت کے معزز افراد کیلئے لفنگے اور بدمعاش کے الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ لیکن کیا یہ اسقدر اندھے ہوگئے ہیں۔ اور اتنا نہیں سوچ سکتے۔ کہ کیا ان کی اتنی پوزیشن اور جرأت ہے کہ کسی بدمعاش سے بدمعاش انسان کے متعلق خواہ وہ کتنی معمولی حیثیت کا ہی کیوں نہ ہو اس قسم کی بکواس کا ہزارواں حصہ بھی کر سکیں۔ یہ احمدیت کی زنجیریں ہی ہیں۔ جنہوں نے ہمیں جکڑ رکھا ہے۔

کسی شخص کے متعلق ناپاک اتہامات اور الزامات کا طومار باندھنا خصوصاً اس حالت میں کہ وہ ایسے بدمعاش اور لفنگوں کو منہ لگانا اپنی توہین خیال کرے کونسا مشکل امر ہے۔ اس پر خرچ ہی کیا آتا ہے۔ وہ لوگ جو ان بد باطنوں کی ہاں میں ہاں ملاتے جا رہے ہیں۔ بتائیں۔ کہ اگر انکے متعلق بھی کوئی ایسا ہی سلسلہ شروع کر دے۔ تو انکے پاس اپنی بریت کا کیا ثبوت ہی۔ کیا دنیا کا کوئی معزز اور واجب الاحترام انسان کسی ادنیٰ اور ذلیل بے حیا کے مقابلہ میں عدالت میں جانیکی توہین گوارا کر سکتا ہے۔ زمیندار جو اس پروپیگنڈا کا سرگرم حامی ہے اسے وہ دن یاد کرنے چاہئیں جب "سیاست" نے اسکے خاندانی اسرار کی ایک جھلک دنیا کو دکھائی تھی۔ تو وہ کس طرح بیتاب ہو کر تڑپنے لگا تھا۔

ہم ایک بار پھر حکومت کو توجہ دلادینا چاہتے ہیں۔ کہ ہم بھی انسان ہیں۔ فرشتے نہیں ہمارے پہلو میں بھی دوسرے انسانوں کی طرح دل اور دل کے اندر خون موجود ہے۔ مانا کہ ہمنے احمدیت کو قبول کر کے اپنے نفسوں اور اپنی خواہشات کو قیام امن کے لئے اسلامی احکام کے تابع کر دیا ہے لیکن ضروری نہیں کہ ہر شخص اس قسم کی اشتعال انگیز حرکات برداشت کر سکے۔ اور اگر کسی ایسے ہی انسان نے اپنی غیرت کے تقاضا سے مجبور ہو کر ان بد ذات لوگوں کو ان کی خباثتوں کا مزا چکھانے کا تہیہ کر لیا۔ تو اسکی ذمہ داری اول تو خود ان لوگوں پر ہوگی۔ جو اسقدر کثیر جماعت کے نازک حصہ جسم پر بار بار نشترزنی کر رہے ہیں۔ پھر اس حکومت پر ہوگی۔ جو سب کچھ جاننے بوجھنے کے باوجود کانوں میں تیل ڈالے پڑی ہے۔ اور ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ ہم حیران ہیں۔ جو حکومت معمولی اشتہارات کو فحش قرار دیکر اخبارات

ہندوستان میں اسلامی حکومت کی برکات

وُہ لوگ جو مسلمانوں کے خلاف غیر مُسلموں کے جذبات کو بھڑکا کر اپنی مطلب برآری کے لیے مسلم حکمرانوں کے فرضی مظالم اور ستم آرائیوں کی من گھڑت اور سراسر منتریانہ داستانیں شایع کرنے کے عادی ہیں۔ ان کے لئے سامان بصیرت فراہم کرنے کے خیال سے ہم ایک شریف النفس ہندو اخبار نویس کے حسب ذیل الفاظ نقل کرتے ہیں:۔

رد چھپرا شہر کے رہنے والے کچھ براہمن وہاں کے ایک مشہور مولوی کے متعلق مجھ سے کہنے لگے۔ کہ مہاشے جی مولوی صاحب کے مسلمان ہونے سے کیا ہے۔ وُہ اس قدر پوتر آچار والے اور پاک دل ہستی ہیں۔ کہ ہم لوگ براہمن ہو کر بھی اگر ان کی جھوٹھ کھالیں۔ تو ہمیں اپنے اپوتر ہو جانے کا خیال تک نہیں گذر سکتا۔ ...... جس قوم میں آج بھی ایسے مکمل لوگ موجود ہیں۔ وہ قوم اپنی ترقی و اقبال کے زمانہ میں پیشاچ ظالموں سے بھری ہوئی تھی۔ ایسی بات کبھی بھی قابل اعتبار نہیں ہے۔ مسلمانوں کے ہندوستان میں حکومت کرنے کے زمانہ میں ہماری کئی بھلائیاں ہوئی ہیں،، (دشکتی ۵۔ اپریل ۱۹۳۰ء)

یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ اشاعت علوم کے ساتھ تاریخی حقایق کے ظاہر ہو جانے سے ایسے لوگوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ جو اس امر سے آگاہ ہو چکے ہیں۔ کہ مسلمان حکمرانوں کی طرف سے غیر مُسلموں پر شدید مظالم و ستم رانیوں کی داستانیں سراسر بے بنیاد ہیں۔ لیکن افسوس کہ عام طور پر ہندوستانیوں میں ابھی اس قدر اخلاقی جرأت پیدا نہیں ہوئی کہ وُہ خوف ملامت سے بے نیاز ہو کر سچی بات کا اظہار کر سکیں اگر تمام واقف و آگاہ لوگ اس صاف گوئی اور اظہار حقیقت سے کام لیں۔ جس کی نظیر مدیر دشکتی نے دی ہے۔ تو ہندو مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کے قیام میں اس سے بہت مدد مل سکتی ہے :۔

مملکت دکن کا صیغہ امور مذہبی

تھوڑا ہی عرصہ ہوُا۔ خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنے تجربہ اور مشاہدہ کی بنا پر حیدر آباد دکن کے صیغہ امور مذہبی کے متعلق نہایت افسوسناک بیان شایع کیا تھا۔ جس میں مذکور تھا۔ کہ بہت بڑی رقم خرچ کرنے کے باوجود یہ صیغہ کچھ بھی کام نہیں کر رہا۔ اور تو اور اس اسلامی حکومت میں لاکھوں انسان ایسے ہیں۔ جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ مگر کلمہ تک نہیں جانتے۔ اور صیغہ امور مذہبی سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ ایسے لوگوں کیلئے اسلام کے معمولی مسایل سے آگاہ ہونے کا سامان کر دے۔

اس موقعہ پر ہم نے بھی اس نہایت اہم اور ضروری صیغہ کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ حیدر آباد دکن کی ایگزیکٹو کونسل نے صدر الصدور امور مذہبی کا عہدہ اڑا دیا ہے۔ اس کا اگر یہ مطلب ہے۔ کہ صیغہ امور مذہبی کی اصلاح کی جائے۔ اور اسے مفید عام بنایا جائے۔ تو بہت خوشی کی بات ہے۔ لیکن اگر یہ قدم اس لئے اٹھایا گیا ہے کہ اس صیغہ کو بالکل ہی بند کر دیا جائے۔ اور مسلمانوں کی مذہبی ضروریات پورا کرنے کا کوئی انتظام نہ ہو۔ تو یہ نہایت افسوسناک اور رنجدہ امر ہوگا۔ ریاست حیدر آباد مسلمانوں کی ایک مایۂ ناز ریاست ہے۔ اور اس کی مسلمان رعایا حق رکھتی ہے۔ کہ حکومت اس کی مذہبی تعلیم و تربیت کی ذمہ وار ہو۔ اور اس کا پورا پورا انتظام کرے۔ اب اگر وُہ صیغہ جس کے سپرد یہ کام تھا۔ اور جو ہمیشہ سے دکن کی اسلامی سلطنت کے لئے باعث اعزاز رہا ہے۔ اپنی نااہلیت اور ناقابلیت کی وجہ سے کوئی مفید کام نہیں کر سکا۔ تو اس کا یہ نتیجہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ اس صیغہ کو ہی اڑا دیا جائے۔ بلکہ اس کی اصلاح کر کے اسے مفید بنانا چاہیئے :۔

ہم توقع رکھتے ہیں۔ کہ اعلیحضرت نظام دکن جو اپنی غیر مسلم رعایا کے مذہبی اداروں اور معابد پر لاکھوں روپیہ صرف فرماتے ہیں۔ اپنی مسلمان رعایا کی مذہبی تعلیم و تربیت کا بھی ضرور انتظام فرمائیں گے۔ اور خاص کر اس وجہ سے کہ مسلمان مذہب اور اس کی حقیقت سے قطعاً ناآشنا ہو چکے ہیں :۔

ملازمین ریلوے کا چالان ہونا چاہیئے

اسمبلی میں ریلوے کے بجٹ پر ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب نے تقریر کرتے ہوئے مسافروں کی آسائش کے متعلق یہ نہایت معقول بات بیان کی۔ کہ

،، اگر یکہ پر تین سے زیادہ مسافر سوار ہوں۔ تو ہر پولیس والا یکہ والے کا چالان کرنے پر تلا بیٹھا ہے۔ اس میں اذیت جانور کا خیال نہیں ہوتا۔ بلکہ مسافروں کی آسائش پیش نظر ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے حال ہی میں دہلی کی کمیٹی نے یہ قاعدہ بنایا ہے۔ کہ بائیسکل پر ایک سے زیادہ بیٹھنے والے اشخاص کا چالان کیا جائے۔ لاری والوں کا بھی مقررہ تعداد سے زیادہ مسافر بٹھانے کے جرم میں روزانہ چالان ہوتا رہتا ہے مجھے کوئی شخص بتائے۔ کہ کسی پولیس افسر یا کسی مجسٹریٹ نے کسی ریلوے ملازم کا اس بنا پر چالان کیا ہو۔ کہ اس نے کسی درجہ میں مقررہ تعداد سے زیادہ مسافر بٹھانے کی کوشش کی۔ مقررہ تعداد سے زیادہ ٹکٹ فروخت کئے۔ کیا مجسٹریٹوں کا غصہ اور پولیس والوں کی ڈانٹ لاری ڈرائیور جیسے کمزور لوگوں تک ہی محدود ہے۔ اور ریلوے سے وُہ خود ڈرتے ہیں۔ قانون موجود ہے۔ مگر قانون کی پابندی کرنے کی ہمت نہیں،،

جناب ڈاکٹر صاحب نے جس امر کی طرف توجہ دلائی۔ وُہ بہت اہم ہے۔ اور اہل ہند کے بہت بڑے طبقہ کے آرام و آسائش سے تعلق رکھتا ہے اور یہی ایک ایسا طبقہ ہے جو ریلوے کے منافعہ کا اصل ذریعہ ہے۔ یعنی تیسرے درجہ کے مسافر :۔

تیسرے درجہ میں سفر کرنے والوں کی جو حالت ہوتی ہے۔ اس کا صحیح اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں۔ جو اس درجہ میں کبھی سفر کر چکے ہوں۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے سرکاری ممبر سے کہا۔ ،، اگر آنریبل ممبر ایک مرتبہ اپنے سیلون میں نہیں۔ بلکہ تیسرے درجہ میں بھی۔ این۔ ڈبلیو۔ آر۔ میں سفر کریں۔ تو اسمبلی میں واپس آنے پر وُہ دونوں ہاتھوں سے ووٹ دینگے۔ کہ کمپنی کا ٹھیکہ کل کی بجائے آج ختم کر دیا جائے ،،

فی الواقعہ تیسرے درجہ کے مسافروں کی تکالیف اور خاصکر این۔ ڈبلیو۔ آر میں تو یہ حد سے گذر چکی ہیں۔ سخت گرمی کے موسم میں بند گاڑیوں میں اس طرح مرد و عورت اور بچے ٹھونس دئے جاتے ہیں۔ کہ سانس تک لینا دشوار ہو جاتا ہے۔ اور اکثر اوقات پائدانوں اور دروازوں میں کئی کئی آدمی ایک دوسرے کے ساتھ چمٹے ہوئے موت و زندگی کے درمیان لٹک رہے ہوتے ہیں۔ ریلوے کو اس قسم کی تکالیف کے انسداد کے لئے خود توجہ کرنی چاہیئے۔ اور مقررہ تعداد سے زیادہ کسی گاڑی میں مسافر سوار نہیں کرنے چاہئیں ورنہ حکام کو ریلوے ملازمین کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہیئے۔ جو لاریوں اور ڈراکوں کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے :۔

پنجاب یونیورسٹی میں لڑکیوں پر سختی

پنجاب میں لڑکیوں کی تعلیم ابھی بالکل ابتدائی مراحل میں ہے اور اس کی رفتار بہت آہستہ ہے۔ ایسی حالت میں پنجاب یونیورسٹی کو چاہیئے تو یہ۔ کہ ہر طرح لڑکیوں کی تعلیم کی حوصلہ افزائی کرے لیکن ہمیں یہ معلوم کر کے بہت تعجب ہوُا۔ کہ اب کے انٹرینس کے امتحان میں لڑکیوں کے پرچوں میں بہت سختی روا رکھی گئی ہے۔ مثلاً حساب کا پرچہ بہت مشکل بنایا گیا۔ جس کے تمام سوالات عبارتی تھے حالانکہ اس کے مقابلہ میں لڑکوں کا پرچہ آسان تھا۔ اس سے بھی بڑھکر ستم یہ کیا گیا۔ کہ ارتھمیٹک اینڈ ڈومسٹک اکانومی پریکٹیکل کا تمام کا تمام پرچہ بجائے سنہ ۱۹۳۰ء کے کورس کے سنہ ۱۹۳۱ء کے کورس سے تیار کیا گیا۔ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ اتنی بڑی کوتاہی کیوں روا رکھی گئی ؟ اور کیوں ذمہ وار اصحاب نے ایسا پرچہ منظور کر کے امتحان میں رکھدیا۔

ان حالات میں ہم پنجاب یونیورسٹی کو لڑکیوں کے امتحان کے متعلق توجہ دلاتے ہیں۔ کہ پرچے تیار کرنے میں جو سختی روا رکھی گئی ہے

اربابِ مغرب اسلامی عقائد کی تائید میں

اہل یورپ اپنی تحقیق اور تدقیق کے ذریعہ جس طرح اسلامی اصول کا اعتراف کر رہے ہیں۔ وہ نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ دنیا دماغی لحاظ سے جس قدر ترقی کر رہی ہے۔ اسی قدر زیادہ اسلام کے باریک مسائل سمجھنے کے قابل ہو رہی ہے۔

سر آرتھر کونن ڈائل یورپ کی جدید تحریک روحانیت کے سب سے بڑے علمبردار سمجھے جاتے ہیں۔ انہوں نے اس خاص موضوع پر اسوقت تک بہت کچھ لکھا ہے۔ اسی سلسلہ میں حیات بعد الممات کے متعلق جو خیالات پیش کئے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

"دوسری دنیا کی کوئی حقیقت ہے۔ اور یہ محض واہمہ، خلاق کی فریب کاری نہیں ہے۔ ہمیں معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ انسان کا انتہائی مستقر کوئی لایعنی شئے نہیں ہے۔ اس مقصد رفیع کے تکملہ کی خاطر یہ تحریک عالم وجود میں آئی ہے۔" (زمیندار ۷ مارچ ۱۹۳۰ء)

گویا صاف اور واضح الفاظ میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا اعتراف کیا گیا ہے۔ اور ان لوگوں کے خیالات کی تردید کی ہے جو یہ کہتے ہیں۔ کہ انسانی زندگی اسی دنیا تک ختم ہے۔ اور وہ اس وہم میں پڑ کر آخرت سے بالکل بے پرواہ ہو جاتے ہیں۔

دوسری بات سر موصوف نے یہ پیش کی ہے "ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ بدکار لوگ ابدالآباد تک دوزخ میں نہیں رہینگے۔ بلکہ ایک معین مدت گذار کر اور اپنے گناہوں کی تلافی کر کے اس عذاب سے نجات پا جائینگے۔" (زمیندار ۷ مارچ)

یہ عقیدہ بھی بالکل اسلامی عقیدہ کے مطابق ہے۔ اسلام کے سوا دیگر مذاہب یا تو یہ مانتے ہیں۔ کہ جن لوگوں کو جہنم میں ڈالا جائیگا۔ وہ ہمیشہ اس میں پڑے رہینگے۔ یا پھر یہ کہتے ہیں۔ کہ جہنم کوئی چیز ہی نہیں یہی دنیا سب کچھ ہے۔ جن لوگوں کو سزا کے قابل سمجھا جاتا ہے انہیں لوٹا کر اسی دنیا میں بھیج دیا جاتا ہے۔ لیکن ان کے مقابلہ میں اسلام جو کچھ کہتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ جہنم گنہگاروں کی ماں ہے۔ یعنی جس طرح بچہ درجہ تکمیل کو پہنچنے تک ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔ اور پھر باہر آ جاتا ہے۔ اسی طرح گنہگار اس وقت تک جہنم میں رہیں گے۔ جب تک ان کی کمزوریاں دور نہ ہو جائیں گی۔

یہی عقیدہ اب یورپ کی تحریک روحانیت کے پیرو بیان کر رہے ہیں۔

اشارات

بجنور کا اخبار "مدینہ" جس کا مالک کچھ ہی عرصہ ہوا قادیان میں کاپی نویسی کر کے بسر اوقات کیا کرتا تھا۔ کبھی کبھی خواہ مخواہ جماعت احمدیہ کے متعلق نیش زنی کرنا شروع کر دیتا ہے۔ حال میں اس نے گاندھی جی کی مہم کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر بے حد تمسخر اڑایا۔ اور "ثریا کی بلندیوں سے تارے توڑ لانے" کا ادعا کیا ہے۔ لیکن جس اخبار کو اپنی جہالت اور بے دماغی کے صدقے گاندھی جی کی نمک سازی کی مثال سوائے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے اور کہیں نہ ملے۔ اور جو اسے "۱۳ سو برس پیشتر کے واقعہ کی تقلید" اور "غزوۂ بدر" کی مثال بتائے اس کے دماغی اختلال سے ہمیں کیا شکوہ ہو سکتا ہے۔

کس قدر رنج اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ مسلمان کہلانے والا "مدینہ" نام رکھنے والا اور مسلمانوں کا بڑا خیر خواہ بننے والا اخبار گاندھیت میں ایسا بے طرح غرق ہو جائے کہ اسے سر پیر کا ہوش نہ رہے۔ اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے خدائے واحد کے حکم اور ارشاد کے ماتحت افعال کو ایک مشرک اور بت پرست کے افعال سے مشابہ قرار دیکر انتہا درجہ کی تحقیر کا مرتکب ہو۔

اگر "مدینہ" (برعکس نہند نام زنگی کافور) کی گاندھی پرستی کے متعلق کچھ اور دیکھنا چاہو۔ تو اس کے حسب ذیل الفاظ ملاحظہ ہوں:-

"نمک کا قانون بھی جب بقول مولانا انور شاہ صاحب حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف ہے تو اس کی خلاف ورزی بھی دینی چیز ہے۔ دنیوی شئے نہیں۔" (مدینہ ۲۸ مارچ)

مطلب یہ ہوا کہ جب تک گاندھی جی نے محصول نمک کی عدم ادائگی کی مہم شروع نہ کی تھی۔ اس وقت تک "نمک کا قانون" رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے خلاف نہ تھا۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ اب اسے خلاف بتانے والے پہلے مہر بلب رہے۔ لیکن جونہی گاندھی جی اپنے آشرم سے روانہ ہوئے "مولانا انور شاہ صاحب" پر یہ خاص القا ہوا۔ اور اس کی بنا پر "مدینہ" کے نزدیک نمک کے قانون کی خلاف ورزی بھی دینی چیز بن گئی۔ گویا گاندھی جی اگر یہ مہم شروع نہ کرتے۔ تو دین اسلام نامکمل ہی رہتا۔ اور کسی کو معلوم نہ ہو سکتا کہ قانون نمک کی خلاف ورزی بھی دینی چیز ہے۔ دنیوی شئے نہیں۔

جو لوگ گاندھی جی کی خاطر اس بے باکی سے اسلام کی تحقیر اور تذلیل کے مرتکب ہوں۔ معلوم نہیں انہیں مسلمان کہلانے کا کیا حق ہے۔ اور وہ کیوں گاندھی جی کے چرنوں میں سیس نوا کر ان کے ہاتھ پر شدھ نہیں ہو جاتے تا خس کم جہاں پاک کے مصداق بن جائیں۔

"مدینہ" پر گاندھی جی کے فیض اور مولوی انور شاہ صاحب کے صدقے ایک نیا انکشاف یہ ہوا ہے۔ کہ "فقہ حنفی کی رو سے ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وطن کو اغیار کی غلامی سے نجات دلائے۔" (۲۸ مارچ)

یہ راز منکشف ہونے کے معاً بعد اسے خیال آیا۔

"یہ امر یقیناً تعجب کا باعث ہوگا۔ کہ ایک ایسا فرمان جو آج سے نہیں ۱۳ سو برس پیشتر سے اسلام کی تعلیمات میں شامل ہے۔ آج مولانا انور شاہ صاحب کی زبان فیض ترجمان سے ادا ہوتا ہے۔"

اس تعجب کو یہ کہکر دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ "ایک بادشاہ جب یکایک تخت و تاج سے دست بردار کر دیا جاتا ہے۔ تو اس کا دماغ بالعموم مختل۔ اس کا ذہن ماؤف اور صلاحیت غور و فکر سے معرا ہو جاتا ہے یہی حال مسلمانوں کا ہوا۔ ان کے علماء اس ناگہانی آفت کے صدمہ سے ذہنی طور پر جانبر نہ ہو سکے۔ اور انہوں نے جو راہ عمل مسلمانوں کے سامنے پیش کی وہ تدبر و دانش مندی پر مبنی نہ تھی۔"

یہ سب درست۔ مگر سوال یہ ہے۔ "آج مولانا انور شاہ" آسمان سے نازل ہوئے ہیں۔ یا ان کی "زبان فیض ترجمان" پہلے گنگ تھی۔ جو آج یکایک کھل گئی۔ یا پہلے جس تخت و تاج سے محروم ہونے کے صدمہ سے ان کا دماغ مختل ہو گیا تھا آج انہیں حاصل ہو گیا ہے۔ آخر وجہ کیا ہے۔ کہ ۱۳ سو برس پیشتر کا فرمان اب ان کی زبان پر جاری ہوا۔ "مدینہ" کو اس بارے میں کوئی معقول دلیل پیش کرنا چاہیئے۔ اور یہ نہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ گاندھی جی کا چیلا بن جانے کی وجہ سے اس کی بھی ہر ایک نامعقول سے نامعقول بات قابل پذیرائی ہو سکے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک قلمی مکتوب

جس کے ساتھ خدا ہو اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا

ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک خط کا عکس دیا جاتا ہے۔ جو آپ نے اپنے ایک مخلص خادم سید محمد شاہ صاحب کو ان کے ایک عریضہ کے جواب میں تحریر فرمایا۔ یہ مکتوب ہمیں مسعود احمد صاحب سکنہ بستی سندرانی ضلع ڈیرہ غازیخان کے ذریعہ حاصل ہوا ہے۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

انسان جب سچے دل سے خدا کا ہو کر اسکی راہ اختیار کرتا ہے تو خود اللہ تعالیٰ اسکو ہر یک بلا سے بچاتا ہے

اور کوئی شریر اپنی شرارت سے اسکو نقصان نہیں پہنچا سکتا کیونکہ اسکے ساتھ خدا ہوتا ہے سو چاہئے

کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کو یاد رکھو اور اسکی پناہ ڈھونڈو اور نیکی اور راستبازی میں ترقی کرو اور اجازت

ہے کہ اپنے گھر چلے جاؤ اور اس راہ کو جو سکھلایا گیا ہے فراموش مت کرو کہ زندگی دنیا کی

ناپائدار اور موت درپیش ہے والسلام خاکسار مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ یکم اپریل ۱۹۰۳ء

اور میں انشاء اللہ دعا کرونگا فقط

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

انسان جب سچے دل سے خدا کا ہو کر اس کی راہ اختیار کرتا ہے۔ تو خود اللہ تعالیٰ اس کو ہر یک بلا سے بچاتا ہے۔ اور کوئی شریر اپنی شرارت سے اس کو نقصان نہیں پہونچا سکتا۔ کیونکہ اس کے ساتھ خدا ہوتا ہے۔ سو چاہئیے کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ ہی کو یاد رکھو۔ اور اس کی پناہ ڈھونڈو۔ اور نیکی اور راستبازی میں ترقی کرو۔ اور اجازت ہے۔ کہ اپنے گھر چلے جاؤ۔ اور اس راہ کو جو سکھلایا گیا ہے۔ فراموش مت کرو۔ کہ زندگی دنیا کی ناپائدار۔ اور موت درپیش ہے۔ والسّلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد یکم اپریل ۱۹۰۳ء

اور میں انشاءاللہ دعا کرونگا۔ فقط

چند ضروری نصائح

ذیل کا خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سید فضل شاہ صاحب مرحوم کو لکھا اور ۱۷ر جنوری ۱۹۰۲ء کے الحکم میں چھپا

محبی عزیزی اخویم سید فضل شاہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ افسوس! کہ اس وقت میں بباعث درد سر جو بوجہ گرمی ہو گئی ہے۔ حاضر نہیں ہو سکا۔ آپ نے جو چند کلمات نصیحت کے لئے لکھے ہیں۔ اسی قدر کافی ہے۔ کہ آپ ہمیشہ اپنے رب کریم قادر قیوم کے احکام کو یاد رکھیں۔ اور وہ یہ کہ نماز پنجگانہ دلی خلوص سے ادا کریں۔ ہمیشہ نمازیں بعض دعائیں اپنی پنجابی زبان میں کر لیا کریں۔ اور نماز میں اپنی زبان میں بہت دعا کیا کریں۔

جہاں تک ممکن ہو۔ نماز تہجد کا بھی التزام رکھیں۔ اور اس میں بھی اپنی زبان پنجابی میں دعا کیا کریں۔ موت کو یاد رکھیں۔ کہ یہ موت جب آتی ہے۔ تو باز کی طرح ایک پوشیدہ جست سے اپنا شکار بنا لیتی ہے۔ جہاں تک ممکن ہو ہمیشہ کوشش کریں۔ کہ جلد جلد اس جگہ آیا کریں۔ کہ جس طرح ہر ایک چیز فانی ہے۔ اسی طرح ہمارے وجود کی بھی حالت ہے۔ ایک وقت آنے والا ہے۔ کہ ہمارا وجود اور یہ ہماری مجلسیں خواب و خیال کی طرح ہو جائینگی اور لازم ہے۔ کہ بد صحبت سے پرہیز کریں۔ دل کو گناہ کے منصوبوں سے پاک رکھیں۔ کہ بد قسمت ہے۔ وہ انسان۔ اور بدبخت ہے۔ وہ آدمی جس کا دل ہمیشہ گناہ کے منصوبے سوچتا ہے۔ آپ کو دنیا کے شغل میں کئی ابتلا پیش آئینگے۔ ہر ایک ابتلاء میں خدا پر بھروسہ کریں۔ نہ عمدہ حالت کسی تکبر کا موجب ہو۔ اور نہ کسی تنگی کی حالت میں بے صبر کرسکے۔ باتیں بہت ہیں۔ مگر بالفعل اس پر اکتفا کرتا ہوں۔ کہ خدا کا خوف اور اس کی مخلوق سے ہمدردی اور اپنی بیوی اور اہل سے طریق رحمت اور درگذر اور اولاد کو دین کی رغبت دینا اور بھائی کے ساتھ حلم اور خلق کے ساتھ معاشرت کرنا۔ اور عام لوگوں کے ساتھ حتی المقدور بھلائی اور ترک شر سے پیش آنا۔ اور اپنے خدا اور اس کے رسول کو سب پر مقدم رکھنا اور چالیس دن میں سے ایک مرتبہ خدا تعالیٰ کے خوف سے رونا یہی طریق سعادت ہے۔ خدائے تعالیٰ توفیق بخشے مجھے اس وقت درد سر ہے مطاقت حاضری مسجد نہیں۔ اسی جگہ دونوں نمازیں پڑھونگا۔ اس لئے دوا مطلوبہ اور ایک کرتہ اور یہ نصیحت نامہ ارسال ہے۔ والسّلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۶ر جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خطاب

احمدی نوجوانوں سے

ہماری جماعت میں جو جوان ہیں۔ وہ خوب یاد رکھیں۔ کہ عمر جلد تر گذرتی جاتی ہے۔ اور ہر نیا سانس موت کے قریب اور قبر کے نزدیک کرتا جاتا ہے۔ جوانی میں بہت سے جذبات اور جوش نارک روحانی بیماریاں لیکر آتی ہیں۔ ہم نے جوانی کے جوش کو خدا کے فضل سے نہیں دیکھا۔ مگر اس کا علم خدا نے دیا ہے۔ اس لئے اگر تم بھی خوشی چاہتے ہو۔ تو ان سے بچو۔

(مسیح موعودؑ)

کیا اب دُنیا کو مذہب کی ضرورت نہیں

عقل کے معاون

بالعموم لامذہب اشخاص کی طرف سے مذہب کی عدم ضرورت پر یہ ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔ کہ جب خُدا نے انسان کو عقل و حکمت سے حصّۂ وافر عطا فرمایا ہے۔ اور جبکہ انسان اور حیوان میں صرف عقل کا فرق ہی ایک مابہ الامتیاز چیز ہے۔ تو انسان کو کسی بیرونی الہامی ہدایت کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ بلکہ صرف اپنی عقل اور تدبیر سے وُہ اپنے لئے مختلف قانون بنا سکتا ہے پس نہ تو آسمانی شریعت کی ضرورت ہے۔ اور نہ ہی کسی مذہب کی۔ بلکہ صرف اس امر کی انسان کو حاجت ہے۔ کہ وہ اپنی عقلِ خداداد کا صحیح استعمال کرے۔ اور دُنیا میں محض اپنے عقل و فہم کی مدد سے بدی سے دُور اور نیکی سے ہمکنار رہے۔ چنانچہ یہی دلیل ہمارے "حق پسند" دوست نے بھی ان الفاظ میں پیش کی ہے:۔

"میرے نزدیک یہ دَور وُہی دَور ہے۔ جبکہ خدائے علیم و خبیر کے نزدیک انسانی عقلیں دَورِ طفولیت سے گذر کر اس قابل ہوگئی ہیں۔ کہ اپنی راہنمائی خود کرسکیں۔ اور اُن کو کسی بیرونی الہامی ہدایت کی ضرورت باقی نہیں رہی!!"

حالانکہ یہ سخت غلط فہمی اور عاقبت نااندیشی کا ثبوت ہے کیونکہ اگرچہ انسان کے اندر خُدا نے عقل اور شعُور کی ایک اعلےٰ قوت پیدا کردی ہے۔ مگر مجرّد عقل ہماری ہدایت کے لئے بالکل ناکافی ہے۔ چنانچہ اس دعوے کا پہلا ثبوت یہ ہے۔ کہ سوائے ان امُور کے جو قیاس یا روزمرہ کے مشاہدات سے معلُوم ہوسکتے ہیں۔ مثلاً سُورج چاند کا طلُوع و غروب۔ یا دن رات کا آنا جانا۔ باقی تمام امور میں مجرّد عقل ہماری ہرگز راہنمائی نہیں کرسکتی۔ بلکہ زمانہ گذشتہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے عقل کو تاریخ کی ضرورت ہے۔ اور حال یا موجُودہ کے علم کے لئے اُسے حواس سبعہ کی ضرورت ہے۔ مثلاً آج اگر کوئی شخص حضرت موسٰی علیہ السّلام کے زمانہ کے واقعات معلوم کرنا چاہے۔ تو اُسے مجرّد عقل سے ایک رائی کے برابر بھی علم حاصل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ عقل کو تاریخ کی ضرورت ہوگی۔ تب جاکر وُہ کوئی صحیح علم اخذ کرسکے گی۔ اسی طرح حال اور موجُودہ کا علم بھی مجرد عقل سے بالکل ناممکن ہے۔ اس کے لئے عقل کو حواسِ سبعہ کی ضرورت ہوگی۔ مثلاً ایک کتاب میز پر پڑی ہو۔ تو اس کا وجُود۔ حجم۔ وزن جسامت اور رنگ وغیرہ معلوم کرنے کے لئے مجرّد عقل کافی نہیں ہوسکتی۔ بلکہ اسے حواس سبعہ کی ضرورت محسُوس ہوتی ہے۔ پس جبکہ انسانی عقل مشہود اور محسُوس اشیاء کے لئے ماضی اور حال کے واقعات و کوائف دریافت کرنے کے لئے تاریخ اور حواسِ سبعہ کی محتاج ہے۔ تو کس طرح ممکن ہے۔ کہ وُہ آئندہ یا غیب اور وراء المحسوسات کی دریافت کے لئے مجرّد اور اکیلی ہماری راہنمائی کرسکے۔ ہرگز نہیں۔ ایسا خیال کرنا سراسر باطل ہوگا کیونکہ حق یہ ہے۔ کہ جس طرح ماضی اور گذشتہ کے لئے۔ حال اور موجودہ کے لئے عقل کو اپنے معاونین کی ضرورت ہے۔ اسی طرح غیب اور مستقبل اور نیز وراء المحسوسات کے لئے اُسے ایک خاص معاون کی اشد ضرورت ہے۔ اور یہی معاون ہے۔ جسے مذہبی اصطلاح میں شریعت اور مذہب کے نام سے موسُوم کیا جاتا ہے۔

عقل ٹھوکر کھا سکتی ہے۔

علاوہ ازیں مذہب کی ضرورت اس امر سے بھی ظاہر ہے۔ کہ اگرچہ عقل خُدائے قادرِ مطلق کا ایک بیش بہا عطیہ ہے۔ اور اگرچہ دُنیا کا ہر فردِ بشر عقل و فہم سے مزور حصّہ یاب ہوتا ہے اور اگرچہ وُہ اپنی عقلِ خداداد کی مدد سے نیکی اور بدی میں تمیز کرنے کی نمایاں اہلیت بھی رکھتا ہے۔ مگر باوجُود اس کے یہ حقیقت صادقہ ہے۔ کہ عقل انسان کے اندر سے نہیں نکلتی۔ بلکہ اُن علوم مشاہدات اور تجارب سے پیدا ہوتی ہے۔ جو انسان بچپن سے حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ پس عقل کے فیصلوں کی بنیاد اُن علوم پر ہوگی۔ جو انسان حواس ظاہری کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے اور یہ تو بالکل ظاہر ہے۔ کہ اگر مثلاً ورثہ کے اثرات۔ غلط تعلیم ناقص تربیت۔ خراب صُحبت۔ آب و ہوا۔ غذا۔ تمدّن اور عادات کے مختلف اثرات کی وجہ سے انسان خارجی اثرات قبول کرنے میں ٹھوکر کھا جائے۔ تو لازماً وُہ نیکی اور بدی کی تعریف میں بھی سخت غلطی کا ارتکاب کرے گا۔ جس سے ممکن ہے۔ کہ وُہ ایک بُرے کام کو (بوجہ اُس عقل کے جو اُسے غلط تعلیم اور بُری صُحبت کے نتیجہ میں حاصل ہوئی ہے) نہایت اچھا کام سمجھے۔ اور اچھے کام کو بُرا اور ناجائز فعل قرار دے۔

پس انسانی فطرت اگرچہ عقل کے فیصلوں کی محروم محتاج ہوتی ہے۔ اور جس کام کو ایک عقل اچھا قرار دیدے۔ اُس پر وُہ مطمئن ہوجاتی ہے۔ اور جسے عقلِ انسانی اچھا قرار نہ دے۔ اس پر دُوبے چین رہتی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ عقل چونکہ اثراتِ خارجی کی وجہ سے بسا اوقات دھوکا کھا جاتی ہے۔ اور وُہ بُرے کو اچھا۔ اور اچھے کو بُرا سمجھ سکتی ہے۔ اس لئے مجرّد عقل انسانی راہنمائی کے لئے ہرگز کافی نہیں۔ بلکہ اُسے غلطی سے بچانے اور سیدھا اور پُرامن راستہ دکھلانے کے لئے الہامی ہدایت۔ مذہب۔ اور شریعت کی سخت حاجت ہے۔ جو قدم قدم پر عقل کو صحیح راستہ دکھائے۔ اُسے تباہ ہونے سے محفوظ رکھے۔ اور انسان سے کہے۔ کہ تمہاری عقل نے فلاں امر کو غلط سمجھا ہے۔ اصل امر یوں ہے۔

پس یہ کہنا۔ کہ صرف عقل ہماری ہدایت کے لئے کافی ہوسکتی ہے۔ عقل کی حقیقت کو نہ سمجھنے کا ایک کھلا ثبوت ہے کیونکہ عقل اگرچہ ہر انسان کے اندر موجُود ہوتی ہے۔ مگر اس کی خواہشات اور طبعی تقاضے۔ اور وُہ عادات جو بسا اوقات اس کے ہوش سنبھالنے سے بھی پہلے اُسے بدصحبتوں۔ جاہل خیر خواہوں اور نادان مربیّوں کے ذریعہ سے پڑ جاتی ہیں۔ اُسے اوپر کی طرف جانے نہیں دیتیں۔ اور حقیقی پاکیزگی اس کی نظروں سے چھپا دیتی ہیں۔ پس خُدا کا فضل جب تک بصُورت شریعت اور مذہب نازل نہ ہو۔ انسان ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتا۔

شریعت کی غرض

اللہ تعالےٰ نے شریعت کی غرض بیان کرتے ہُوئے فرمایا۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۔ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِيْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔

اے انسان۔ کیا ہم نے تیرے سینہ کو وسیع نہیں کیا۔ یعنی تیرے اندر ترقی کی بہت سی قابلیتیں پیدا نہیں کیں۔ اور پھر ہم نے تیرے اُس بوجھ کو بھی اُتار دیا ہے۔ جس سے تیری کمر ٹوٹی جا رہی تھی۔ یعنی حقیقی نیکی اور طہارت کا وُہ راستہ جسے تو عادات اور رسُوم اور طبعی جذبات کی وجہ سے ناپاکی سے علیحدہ کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا تھا۔ اُسے خود تیرے لئے بیان کرکے ہم نے تیرے تمام بوجھوں کو ہلکا کر دیا۔ اور اس طرح اپنے ہاتھ سے تیرے عز و شرف کو بلند کردیا ہے۔

پس شریعت کا نزول خدا کی بہت بڑی رحمت ہے۔ اور مذہب کی ضرورت عقل کو ہر گھڑی ہے۔ بغیر خدائی الہام اور ہدایت کے مجرد عقل انسانی رہنمائی کے لئے قطعاً کافی نہیں۔

یہ تو خود اندھی ہے گر نیّرِ الہام نہ ہو

مذہب باخدا انسان بناتا ہے

حق پسند صاحب فرماتے ہیں:۔ "میری رائے یہ ہے۔ کہ ہمیں مذہب کو جلد سے جلد خیرباد کہہ دینا چاہیئے۔ اور بجائے سچے مسلمان سچے ہندو یا سچے عیسائی بننے کی کوشش میں وقت ضائع کرنے کے سچے انسان بننے کی کوشش کرنی چاہیئے"

بیشک سچا انسان بننا بھی ایک خوبی اور کمال ہے۔ مگر حقیقی کمال وہی ہے۔ جس تک مذہب انسان کو پہونچاتا ہے کیونکہ مذہب انسان کو نہ صرف سچا انسان ہی بناتا ہے۔ بلکہ اسے باخدا اور خدانما انسان بھی بنا دیتا ہے۔ اس کے اندر تقویٰ اور طہارت کی ایسی زبردست روح پھونک دیتا ہے۔ کہ جس سے وہ خالق و مخلوق ہر دو سے تعلق پیدا کرتے ہوئے اپنے آپ کو جہاں بنی نوع انسان کے لئے باعث رحمت ثابت کرتا ہے۔ وہاں اپنے ازلی ابدی خدا سے بھی وفادارانہ تعلق پیدا کرتے ہوئے اس کی رحمتوں کا حقیقی جاذب بن جاتا ہے۔ پس مذہب کے اندر رہنے سے انسان کو دونوں فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ مگر مذہب سے علیحدہ صرف ایک ہی فائدہ اور وہ بھی موہوم نہ کہ یقینی۔

کتنی حیرت اور تعجب کی بات ہے۔ کہ حق پسند صاحب اس خیال خام میں نہایت بری طرح مبتلا دکھائی دیتے ہیں۔ کہ گویا مذہب انسان کو انسانیت سے خارج کر دیتا ہے۔ اور اسی لئے وہ دعوت دیتے ہیں، آؤ بجائے سچے مسلمان، سچے ہندو یا عیسائی بننے کے سچا انسان بننے کی کوشش کریں۔ مگر کیا مذاہب انسانیت کے خلاف اپنے متبعین کو کوئی اور تعلیم سکھاتے ہیں۔ اگر نہیں۔ تو لازماً مذہب کی پابندی کرنا نہایت ضروری ہوا۔ کیونکہ مذہب نہ صرف سچا انسان بناتا ہے۔ بلکہ اسلام تو انسان کو باخدا اور خدا نما انسان بنا دیتا ہے۔ پس مذہب جبکہ انسان میں ایک حقیقت زائدہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ تو ہم کیوں مذہب سے دُور رہیں۔ اور کیوں نہ اس کی اقتداء کرتے ہوئے نہ صرف دنیا میں سچے انسان کہلائیں۔ بلکہ اپنے خدا کے حضور بھی اس کے پیارے اور محبوب بندے بن جائیں۔

مسلمانوں کے تنزّل کا سبب

کہا گیا ہے۔ اگر مذہب قوم کو فی الواقع بام عروج تک پہنچا سکتا ہے۔ تو کیوں موجودہ دور کا مسلم دنیا میں ہر جگہ ذلیل و خوار ہو رہا ہے۔ مسلمان نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ روزے بھی رکھتے ہیں حج بھی کرتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ یوماً فیوماً قعر مذلت میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔ "حق پسند صاحب" فرماتے ہیں۔ کہ کچھ پتہ لگا مسلمان کیوں ہر جگہ ذلیل ہو رہے ہیں۔ صرف اس لئے کہ وہ مذہب کے دامن سے لپٹے ہوئے ہیں۔ اگر آج وہ مذہب کو چھوڑ دیں۔ اور یہ پختہ عہد کر لیں۔ کہ ہم آئندہ مذہب کا نام بھی نہیں لینگے تو یقیناً فلاح و کامیابی ان کے قدم چومنے کو آجائیگی۔

مگر یہ نتیجہ بالکل غلط اور ناقابل تسلیم ہے۔ کیونکہ مسلمان اگر دنیا میں ذلیل ہو رہے ہیں۔ تو اس لئے نہیں۔ کہ ان کا مذہب انہیں ذلیل کر رہا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ صرف اس لئے اُن پر ناکامیوں اور نامرادیوں کے بادل امنڈ آئے ہیں۔ کہ انہوں نے حقیقی اسلام کو چھوڑ دیا۔ اور دنیا میں رسمی اور صرف نام کے مسلمان کہلانا اپنے لئے باعث نجات سمجھ لیا۔ غور کر کے دیکھو۔ یہی مسلم تھے جنہوں نے دنیا پر حکومت کی۔ جن کے آباء و اجداد صدیوں عالم پر حکمرانی کرتے رہے۔ ان کے کارنامے نمایاں آج بھی ہماری رگوں میں جوش جرأت اور بہادری پیدا کر دیتے ہیں۔ ہمارے خونوں میں حرکت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے جب ہم اپنے مقدس آباء و اجداد کے واقعات پڑھتے اور سنتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہوا۔ مگر موجودہ زمانہ کے مسلمانوں نے قرآن چھوڑ دیا۔ اسلام چھوڑ دیا۔ سید و آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت چھوڑ دی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ خدا نے بھی ان کو چھوڑ دیا۔ مسلمانوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر بٹھایا۔ اور سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کی خاک میں مدفون مانا۔ خدا کی غیرت نے جوش مارا۔ اور اس نے مسیح کے نام لیواؤں کو ان پر غالب کر دیا۔ پس مسلمانوں پر ان کے مذاہب نے ہرگز ذلت طاری نہیں کی۔ بلکہ مذہب کی علیحدگی نے انہیں ذلیل کر دیا۔ آج محض خشک تقریروں اور فلسفیانہ مضامین سے ان کی اصلاح ناممکن ہے۔ خدا نے قادیان کی مبارک سرزمین میں ہدایت کا ایک سورج روشن فرما دیا ہے۔ مبارک وہ جنہوں نے اسے قبول کیا۔ اگر مسلمان اپنی ناکامیوں کی ظلمات سے نکلنا چاہتے ہیں۔ تو اس کا واحد علاج یہی ہے۔ کہ وہ موجودہ زمانہ کے مزکی و مصلح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن پاک سے وابستہ ہو کر آپ کے جملہ ارشادات پر صدق دل سے عمل پیرا ہوں۔

مذہب کا مقصد

راقم مضمون اس غلط فہمی میں بھی مبتلاء معلوم ہوتے ہیں۔ کہ گویا مذہب اپنے ماننے والوں کو دنیاوی عروج اور شان و شکوہ بھی ضرور دیا کرتا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ "موجودہ زمانہ میں کوئی بھی شخص ایسا پیش نہیں کیا جا سکتا۔ جس نے محض اپنے مذہب کی کامل پابندی کے ذریعہ سے کوئی قابل ذکر دنیاوی عزت و ترقی حاصل کی ہو۔" بیشک اگر مذہب کی یہی غرض ہو۔ کہ دنیاوی آسودگی اس پر چلنے والوں کو حاصل ہو۔ تو ہر ایسا مذہب جو اس غرض کو پورا نہیں کرتا۔ اسے واقعی ترک کر دینا ضروری ہوگا۔ لیکن اگر مذہب کا مقصد دنیاوی عزت نہ ہو۔ ظاہری شوکت نہ ہو۔ بلکہ کچھ اور مقصد ہو۔ تو محض اس لئے کہ فلاں مذہب چونکہ دنیاوی عزت کا باعث نہیں۔ اس لئے اسے چھوڑ دیا جائے۔ بیہودہ خیال ہوگا۔ مذہب کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ لگانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ انسان یہ دیکھے۔ کہ آیا اس مذہب سے وہ فوائد حاصل ہو سکتے ہیں یا نہیں جن فوائد کا حصول مذہب نے اپنا فرض قرار دیا ہے۔ پس اگر وہ فوائد حاصل ہو جائیں۔ تب تو واقعی وہ مذہب سچا ہے۔ ورنہ اس کا چھوڑ دینا ضروری ہوگا۔ دنیا میں کوئی شخص کسی لباس کو صرف اس لئے تحقیر کی نگاہ سے نہیں دیکھیگا۔ کہ یہ اس کی بھوک کو دور نہیں کرتا۔ اور نہ روٹی کو اس لئے پھینک دیگا۔ کہ وہ اس کی برہنگی کو نہیں ڈھانپتی۔ بلکہ روٹی اور کپڑا دونوں اپنی اپنی جگہ نہایت مفید اور ضروری چیزیں ہیں۔ اسی طرح ضروری ہے۔ کہ انسان مذہب کا حقیقی مقصد معلوم کرے۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ وہ کچھ اور ہی مقصد سمجھتا رہے۔ اور جب وہ حاصل نہ ہو۔ تو اس سے الگ ہو جائے۔ حالانکہ وہ اس کا مقصد ہی نہ ہو۔ پس مذہب کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ اس پر چلنے سے دنیاوی عزتیں حاصل ہوتی ہیں۔ بلکہ صرف اس کا مقصد ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کے ماتحت انسان کو باری تعالیٰ کا عرفان حاصل کرانا ہے۔ مذہب کہتا ہے۔ ایک ہستی ہے جس نے ہمیں کسی خاص غرض کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور وہ غرض بغیر میرے پوری نہیں ہو سکتی پس اگر کوئی خدا ہے۔ اور جیسا کہ یقیناً ثابت ہے۔ خدا ضرور ہے۔ تو پھر مذہب کا وجود بھی ازبس ضروری ہے تاکہ انسان اس تک پہونچ سکے۔ اور تا اس کا عرفان اور لقاء حاصل ہو۔ پس مذہب کا دَور عارضی نہیں۔ بلکہ دائمی ہے۔ کیونکہ اگر مذہب نہ ہو۔ تو انسان کو اپنی زندگی کا حقیقی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔

انبیاء کی بعثت

کہا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا نے نئے نبیوں کا بھیجنا بھی صرف اسی لئے بند فرما دیا ہے۔ کہ اب خدا کے نزدیک [illegible] ریعت و مذہب کا دور ختم ہو چکا ہے۔ اب عقلیں دور طفولیت [illegible] سے گذر کر اس قابل ہو گئی ہیں۔ کہ وہ اپنی راہنمائی خود کر سکیں اس [illegible] جواب ان لوگوں کے لئے یقیناً مشکل ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت بند سمجھتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ نئی شریعت اگرچہ اب نہیں آسکتی۔ کیونکہ الیوم اکملت لکم دینکم کے ماتحت خدا نے دین اسلام کو کامل فرما دیا ہے۔ مگر انبیاء دنیا میں ضرور آتے رہینگے۔ خلفاء اور مجددین کا سلسلہ ضرور قائم رہیگا۔ اور اولیاء دنیا میں یقیناً موجود رہینگے۔ تا اس کا پیارا دین دنیا میں قائم رہے۔ اور تا ایسا نہ ہو۔ کہ ادیان باطلہ اسے اپنے زور سے کچل ڈالیں۔ پس مذہب کا دائمی دور جاری رکھنے کے لئے خدا نے سلسلہ نبوت امت محمدیہ میں قائم رکھا۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ خدا نے موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کے تنزل و انحطاط کو دور کرنے کے لئے آسمان سے ایک نور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک شکل میں نازل فرما دیا ہے۔ ہاں وہ نور قادیان میں اترا۔ اس پیارے کی صدا پر دنیا کی سعید روحوں نے لبیک کہا۔ اور ہمیں یقین ہے۔ عنقریب خدا کا یہ مبارک وعدہ بھی بڑی شوکت سے پورا ہونے والا ہے۔ یدخلون فی دین اللّٰہ افواجاً

خاکسار محمد یعقوب (مولوی فاضل) قادیان

حضرت مسیح موعود اور مثیل یہود گروہ

آخر انتظار کب تک؟

سنت خداوندی

قدیم سے اللہ تعالےٰ کی سنت ہے۔ کہ وہ ایک کمزور بیکس اور ناتوان قوم کو اُٹھا کر بام رفعت تک پہنچا دیتا ہے۔ اس کے سامنے اصلاح کے تمام ضروری منازل واضح کر دیتا ہے۔ اور ان کی نیکی۔ تقویٰ اور خدا ترسی کے باعث انکو مقربان بارگاہِ ایزدی بناتا ہے۔ خدا تعالےٰ ان کا ہو جاتا ہے۔ اور ان میں بستا ہے۔ لیکن جونہی وہ قوم پرہیز گاری کے طریق سے انحراف اختیار کرتی ہے۔ خدا تعالےٰ بھی اسے چھوڑ دیتا ہے۔ بنی اسرائیل پر ایک وقت آیا۔ کہ وہ اپنی نیکوکاری کے باعث اللہ تعالےٰ کے برگزیدے شمار کئے جانے لگے۔ اور خود اللہ تعالےٰ نے فرما دیا۔ انی فضلتکم علے العالمین ہ لیکن جب یہود نے بے اعتدالیوں سے کام لیا۔ اور حقیقت سے دور جا پڑے تو اللہ تعالےٰ نے ان کو مغضوب اور مطرود قوم قرار دے دیا۔ اور وہ راندۂ درگاہ بن گئے۔ پس بنی اسرائیل کی حالت کا نشیب و فراز اور ان کا عروج و زوال ایک عبرتناک منظر ہے۔

امت محمدیہ کی حالت

بنی اسرائیل کی بربادی کے بعد خداوند تعالےٰ نے جس قوم کو منتخب فرمایا۔ وہ امتِ مسلمہ ہے۔ اسے "خیر امۃ" قرار دیا۔ اس کی فضیلت و شان کا بار بار ذکر فرمایا۔ مگر چونکہ دربار الٰہی میں عزت و مرتبت کا ذریعہ اعمال حسنہ ہی ہیں۔ اسلئے قرآن پاک نے اس امر کی تلقین فرمائی۔ کہ کبھی اس راستے کو ترک نہ کرنا۔ بلکہ یہود کے حالات کو بکرات و مرات ذکر کرنے میں بھی یہی راز ہے۔ کہ تا یہ امت بھی اسی ہلاکت زا راستے پر گامزن نہ ہو جائے۔ لیکن مرور زمانہ سے قلوب انسانی تازہ جلاء کے محتاج ہوتے ہیں۔ اور جو دل صیقل ہونے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ وہ آہستہ آہستہ زنگ خوردہ ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید نے غیر مبہم الفاظ میں پیشگوئی فرمائی ہے۔ کہ ایک وقت آنے والا ہے۔ جب خیر امۃ اپنے طور و طریق کو بدل کر دوسرے طرز کو اختیار کریگی۔ اور اس کے حق میں خدا کی رحمت لعنت سے اور اس کا فضل غضب سے بدل جائیگا۔ سورۂ فاتحہ میں بھی ایک طرف علے الدوام اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی دُعا سکھلائی۔ تو دوسری طرف غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کے متعلق بھی تاکید فرمائی۔ یعنی یہ دعا کرو۔ کہ اے خدا تو ہم کو انعام یافتہ لوگوں کے راستے پر چلا اور یہود و نصاریٰ کے طریق پر چلنے سے بچا۔ احادیث میں وارد ہے۔ کہ صحابہؓ نے عرض کیا۔ کیا المغضوب علیھم اور الضالین سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ ضرور یہی مراد ہیں۔ ورنہ اور کون مراد ہو سکتا ہے۔ اور جملہ مفسرین اس تفسیر پر متفق ہیں۔ غرض قرآن مجید نے اپنے اسلوب خاص میں بتلا دیا۔ کہ امت محمدیہ اگر آج افضل ترین امت ہے۔ تو کل اس کے بعض حصے یہود و نصاریٰ کے رنگ میں بھی رنگین ہونے والے ہیں۔

احادیث کی پیشگوئیاں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے اشارات کے ماتحت مسلمان کہلانے والوں کی آیندہ حالت کا نقشہ بہت واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ بخاری شریف کے الفاظ ہیں۔ لتتبعن سنن من کان قبلکم اے مسلمانو تم ان لوگوں کے نقش قدم پر چل پڑوگے۔ جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں یعنی یہود و نصاریٰ۔ ایک دوسری حدیث میں فرماتے ہیں۔

"لیاتین علیٰ امتی کما اتیٰ علیٰ بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتیٰ ان کان منھم من اتیٰ امہٗ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذالك وان بنی اسرائیل تفرقت علے ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علے ثلاث وسبعین ملۃ کلھم فی النار۔ الاملۃً واحدۃً قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی (مشکوٰۃ ص۳۰)

میری امت پر بھی وہی حالت پورے طور پر طاری ہو جائیگی۔ جو بنی اسرائیل پر آئی۔ حتیٰ کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا ہوگا۔ تو میری امت میں بھی اس کے مرتکب ہونگے۔ بنی اسرائیل کے ۷۲ فرقے ہو گئے تھے۔ اور میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی۔ جن میں سے بجز ایک فرقہ ناجیہ سب ہیزم جہنم بنینگے۔ عرض کیا گیا۔ ناجی کیسے لوگ ہونگے۔ فرمایا۔ جو میرے اور میرے اصحاب کے طریق پر چلنے والے ہونگے۔

پھر ایک اور حدیث میں حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں۔

یوشك ان یأتی علے الناس زمان لا یبقی من الاسلام الّا اسمہٗ ولا یبقیٰ من القراٰن الا رسمہٗ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ علماءھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود۔ رواہ البیھقی (مشکوٰۃ مطبع مجتبائی ص۳۸)

لوگوں پر ایک زمانہ عنقریب آنے والا ہے۔ جب اسلام کا محض نام اور قرآن پاک کے محض نقش باقی رہ جائینگے۔ مساجد بکثرت ہونگی۔ مگر ہدایت سے خالی۔ ان لوگوں کے علماء روئے زمین پر بدترین خلق ہونگے۔ وہی فتنوں کی جڑ ہونگے۔ اور ان پر ہی مضرت پڑیگی۔

ان احادیث اور ایسی ہی دیگر متعدد روایات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مابعد کے واقعات کو واشگاف طور پر بیان فرمایا ہے۔ اور امت کی بدتر حالت کا تصور اسی وقت سے ظاہر کر دیا ہے۔

امید کی جھلک

ان حالات کے پیش نظر ضروری تھا۔ کہ اسلام کی حفاظت کے ذرائع زیادہ تعہد سے اختیار کئے جاتے۔ اور مسلمانوں کی ہر ممکن اصلاح کی کوشش کی جاتی۔ سو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اول تو دائمی علاج کے طور پر بشارت دی۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث فرمائیگا۔ جو آپؐ کے فیضان سے متمتع ہو کر اصلاح کا فریضہ سر انجام دیگا۔ (مشکوٰۃ ص۳۶ بروایت ابوداؤد) چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اپنے اس وعدہ کو آج تک پورا فرمایا۔ پھر حضورؐ نے ایک مسیح اور مہدی کی بشارت دی۔ جو آکر قوم کے بڑھتے ہوئے زوال کو روک کر اس کی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کریگا۔ اسی موقعہ کے لئے وہ عظیم الشان بشارت بھی ہے۔ جہاں حضورؐ نے فرمایا۔ لو کان الایمان معلقا عند الثریا لنالہ رجل من ھٰؤلاء۔ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائیگا۔ تب بھی ایک فارسی النسل انسان اس کو واپس لے آئیگا۔ غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر ایک طرف امت کو زہرناک وبا سے ڈرایا ہے۔ تو اس کا تریاق بھی بیان فرمایا۔ تا قرآن مجید کے وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کا کامل ظہور ہو سکے۔ غرض امت محمدیہ کو یہود بننے سے ڈرایا۔ مگر ایک مسیح کی بشارت بھی دیدی۔ نادانوں نے خیال کیا۔ کہ یہود بننے کے لئے تو یہ امت مقرر ہے مگر مسیح اس میں سے نہیں آسکتا۔ بلکہ مسیح تو خاندان اسرائیل کا

ایک فرد ہے۔ جواب دوبارہ آئیگا۔ یہ خیال سراسر غلطی پر مبنی تھا۔ اسی غلطی کے ازالہ کے لئے حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ وامامکم منکم۔ یعنی وہ مسیح بھی تم میں سے ہی ہوگا۔ اور عقلی طور پر بھی ایسا ہونا ضروری تھا۔ مسیح ہے سہ

امت احمد نہاں دارد دو ضد را در وجود
مے تواند شد مسیحائے تواند شد یہود
زمرۂ ویشاں ہمہ بدطینتاں راجائے ننگ
زمرۂ دیگر بجائے انبیاء دارد قعود

مسیح اور یہود کا لازم وملزوم ہونا ظاہر ہے امت محمدیہ کے لئے ہر دو وعدوں کا ہونا بتاتا ہے۔ کہ جب امت کی حالت یہودی صفات سے متصف ہوگی۔ وہی وقت مسیح کی آمد کا ہے۔ اور اس حالت کا آخری نقطہ یہ ہوگا۔ کہ وہ لوگ اس مسیحائے وقت سے برسرپیکار ہوجائینگے اور اس پر ایمان کی بجائے اس کی مخالفت کے لئے کوشاں ہونگے۔ خود غیر المغضوب علیھم کی دعا سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں میں ایک مسیح آنے والا ہے۔ جس کے انکار سے ان کی یہودیت پر آخری مُہر تصدیق ثبت ہوجائے گی۔ ورنہ یہ خطرہ کب ممکن تھا۔ کہ مسلمان مرتد ہوکر یہودی بن جائیں۔ بالخصوص جبکہ یہود کے لئے ابدی لعنت اور دائمی ذلت کا اعلان کردیا گیا تھا۔ مسلمانوں کے یہودی بننے اور پھر اس کے نمایاں ہونے کی ایک ہی صورت تھی۔ اور وہ یہ کہ مسیح موعودؑ ان میں مبعوث ہو۔ اور یہ اس کے انکار کا ارتکاب کریں۔ بلکہ پہلے مسیح کا سا سلوک اس سے بھی کریں۔

مسیح موعودؑ اور علماء امت

قوم کی اصلاح کا بڑا بوجھ علماء کی گردن پر ہوتا ہے۔ مگر جہاں احادیث میں اس منحوس وقت کے علماء کو بدترین خلق قرار دیا ہے۔ وہاں بزرگان سلف سے بھی بالتصریح مروی ہے۔ کہ جب مسیح موعودؑ اور مہدی معہود ظہور فرمائے گا۔ تب علماء وقت اس کی تکفیر اور تفسیق کرینگے۔ چنانچہ شیخ محی الدین ابن عربی تحریر فرماتے ہیں ”اذا خرج ھذا الامام المھدی فلیس لہ عدو مبین الا الفقہاء خاصۃً“ (فتوحات مکیہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۴)

نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں۔

”چوں مہدی علیہ السلام مقاتلہ بر احیاء سنت وامانت بدعت فرمائد علماء وقت کہ خوگر تقلید فقہاء واقتداء مشائخ وآباء خود باشند گویند ایں مرد خانہ برانداز دین وملت ماست و بمخالفت برخیزند و حسب عادت خود حکم بتکفیر وتضلیل وے کنند“ (حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳)

معلوم ہؤا۔ کہ علماء کی بدتر حالت کا ظہور بھی مخالفت مسیح ومہدی کی صورت میں ہی نمایاں ہوگا۔ اور جو علماء مسیح موعودؑ کے مخالف ہونگے۔ وہی شر من تحت ادیم السماء کی ذیل میں شامل ہونگے۔

اس بیان سے ظاہر ہے۔ کہ آنے والے مسیح موعودؑ کا قوم کی طرف سے سختی سے انکار کیا جائیگا۔ اور اس تمام کفر وعصیان کی ذمہ واری علماء پر ہوگی۔ اور اس انکار کی تہ میں ان کی وہ گندی حالت ہوگی۔ جس نے انکو اس موعود کے ظہور سے پہلے ہی یہودیت کا جامہ پہنا رکھا تھا۔

مسیح موعودؑ کا ظہور اور موجودہ حالات

آسمانی نوشتوں کے مطابق چودھویں صدی کے عین سر پر خدا کا جری مسیحیت ومہدویت کی صفت سے متصف ہوکر ظاہر ہؤا۔ علماء نے مخالفت کی۔ اور سخت بغض وکینہ کا اظہار کیا۔ اس کی آمد کو بے ضرورت بلکہ بے محل قرار دیا۔ عوام نے علماء کی اتباع میں اس مبارک وجود کو ہر قسم کی اذیت پہنچائی۔ اور یہود کی اذیتوں سے کمیت وکیفیت میں بڑھ کر دکھ دیئے۔ لیکن قابل غور سوال یہ ہے۔ کہ آیا یہ وہی وقت ہے جب موعود کو آنا چاہیئے۔ کیا مسلمانوں کی حالت فی الواقع یہودیت کی صدائے بازگشت بن چکی ہے اور وہ دین روحانیت اور تقویٰ سے بالکل عاری ہو چکے ہیں؟ اگر یہ بات درست ہے۔ تو لازماً مسیح موعودؑ کی ضرورت کا یہی زمانہ ہے۔ اور ظاہر ہونے والا مدعی سچا ہے۔ سو ہم انصاف پسند ناظرین کی خاطر ذیل میں چند حوالجات درج کرتے ہیں۔ جن سے روز روشن کی طرح ثابت ہوجائیگا کہ اس وقت مسلمانوں کی کشتی ضلالت۔ فسق وفجور اور بدعملی کی منجدھار میں غوطے کھارہی ہے۔ اور اس کی سلامتی کے لئے آسمانی ناخدا کا وجود ازبس ضروری ہے۔

(۱) مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں:۔

”متلاشیان حق کو چاہیئے۔ کہ وہ اسلام کی تحقیق کریں۔ مگر اسلام کی کتابوں۔ قرآن اور پیغمبر اسلام کی زندگی کے حالات اور ہدایات سے۔ مسلمانوں کے اعمال وافعال کی پرواہ نہ کریں۔ کیونکہ اسلام مسلمانوں کے اعمال کا ذمہ وار نہیں۔ اسی لئے اسلام اپنے غلط کار پیرووں کے حق میں کہتا ہے سہ

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ بامن ہرچہ کرد آں آشنا کرد“

(اہلحدیث ۳ جنوری ۱۹۳۰ء) گویا آپ کو ”مسلمانی در کتاب و مسلمانان در گور“ کا پورا پورا علم ہے۔ اور آپ اس کا اعلان کر رہے ہیں۔

(۲) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی تحریر فرماتے ہیں:۔

”بالجملہ اگر نمونہ یہود خواہی کہ بینی علماء سوء کہ طالب دنیا باشند وخوگرفتہ بہ تقلید ومعرض از نصوص کتاب وسنت وتعمق وتشدد یا استحسان عالمے را مستند ساختہ از کلام شارع معصوم بے پروا شدہ باشند واحادیث موضوعہ وتاویلات فاسدہ را مقتدائے خود ساختہ باشند تماشا کن۔ کانھم ھم“ (الفوز الکبیر فی اصول التفسیر صفحہ ۱۰)

(۳) سید فضل شاہ صاحب امیر حزب اللہ کو اقرار ہے۔

”قرون اولیٰ کے مسلمانوں اور آج کل کے مسلمانوں کے درمیان جو بین فرق موجود ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں اگر ایک طرف تاریخ تہور وشجاعت، استقلال وپامردی جوان ہمتی واولوالعزمی۔ رعب واقتدار، سطوت وحکومت اور غلبہ واستیلاء کے محیر العقول کارنامے پیش کررہی ہے تو دوسری طرف جبن ونامردی۔ وکم ہمتی ودنائت، محکومیت وغلامی۔ افلاس وناداری۔ اور غربت واحتیاج کا بھیانک چہرہ دلوں میں جذبات ہمدردی پیدا کرنے کے بجائے نفرت وحقارت کا موجب ہورہا ہے۔ آسمان سے جتنی بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ دنیا کی جتنی مصیبتیں اترتی ہیں۔ جہان بھر کی جتنی لعنتیں برستی ہیں۔ آجکل خانہ انوری کی طرح ان سب کا مہبط ومورد خانہ مسلم ہے“ (اخبار انقلاب ۴ جنوری ۱۹۳۰ء)

گویا اس وقت مسلمانوں کی حالت بعینہٖ ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ کی مصداق بن رہی ہے۔ اے دیدۂ عبرت رکھنے والو! آنکھیں کھولو کہ تمہارا قدم کس طرف کو اٹھ رہا ہے۔

(۴) نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:۔

”اب اسلام کا صرف نام۔ قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے۔ مسجدیں ظاہر میں آباد ہیں۔ لیکن ہدایت سے بالکل ویران ہیں۔ علماء اس امت کے بدتر ان کے ہیں۔ جو نیچے آسمان کے ہیں۔ انہیں سے فتنے نکلتے ہیں۔ انہیں کے اندر پھر کر جاتے ہیں“ (اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۲)

کیا اس وضاحت کے بعد بھی مسلمانوں کی بدتر حالت کے اثبات کے لئے کسی مزید شہادت کی ضرورت ہے؟ ہرگز نہیں۔ غرض مسلمانوں کی روحانی حالت فرمودۂ نبوی کے مطابق ہو بہو یہودیوں کی حالت ہے۔ تمدنی طور پر یہ انتہائی پستی میں سسک رہے ہیں۔ اور آسمانی لعنتوں۔ زمینی عذابوں اور سیاسی خرخشوں نے ان کی زیست کو تنگ کر رکھا ہے۔ خاکسار اللہ دتا جالندھری

قادیان اور مضافات کے احمدیوں کا غیر معمولی جلسہ

مومنانہ غیرت کا شاندار مظاہرہ

پُرجوش اور متفقہ تائید کے ساتھ زبردست قراردادوں کی منظوری

۲۔اپریل قادیان اور اس کے مضافات کے احمدیوں کا جو پبلک جلسہ مستریوں کی فتنہ خیزیوں کے خلاف لوکل انجمن احمدیہ کے زیر انتظام منعقد ہؤا۔ وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایک خاص جلسہ اور مومنانہ غیرت وحمیت کے اظہار کا شاندار مظاہرہ تھا کئی ہزار افراد کے مجمع کا ہر فرد جوش وخروش کا پیکر نظر آتا تھا۔ اور بار بار "اللہ اکبر"۔ "غلام احمد کی جے"۔ "فضل عمر کی جے" کے نعرے بلند ہو کر فضا میں تہلکہ مچا دیتے تھے۔ مقررین کی تقریریں جہاں اسلامی شان اور وقار کی مظہر تھیں۔ وہاں اس بات کا بھی ثبوت تھیں۔ کہ مومن سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتا۔ اور ہر تقریر کے ایک ایک لفظ کی حاضرین جلسہ کی طرف سے بے تابانہ تصدیق وتائید بتاتی تھی۔ کہ شریر الناس لوگوں کی بھڑکائی ہوئی آگ ہر احمدی کے سینہ میں شعلہ زن ہو رہی ہے۔ ان اصحاب کو جن پر پولیس کی طرف سے یہ الزام لگایا گیا ہے۔ کہ انہوں نے ۲۸۔ مارچ عین اس وقت جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے مسجد اقصیٰ میں بلوہ کیا۔ ہار پہنا کر سیٹج کے پاس کرسیوں پر بٹھایا گیا تھا۔ تاکہ پولیس انہیں اچھی طرح دیکھ لے۔ اور دکھا لے۔ تاکہ اُسے اور اُس کے گواہوں کو بعد میں انہیں شناخت کرنے میں کوئی دقت نہ ہو۔

تلاوت اور نظم کے بعد جلسہ کی کارروائی زیر صدارت جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کھلے میدان میں متصل نخانہ شروع ہوئی۔ اور شیخ صاحب نے اپنی صدارتی تقریر زبانی کرنے کی بجائے لکھی ہوئی پڑھی۔ یہ تقریر اسی پرچہ میں مفصل درج کر دی گئی ہے۔ تقریباً تمام مجمع نے اس کے ایک ایک لفظ سے اتفاق کا اظہار کیا۔ اور جو کچھ اس میں بتایا گیا۔ اس کا پرجوش نعروں سے استقبال کیا۔

شیخ صاحب نے اپنی تقریر ختم کرنے کے بعد جناب میر قاسم علی صاحب کو پہلا ریزولیوشن پیش کرنے کے لئے کہا۔ اور میر صاحب موصوف نے ایک زبردست اور پُرجوش تقریر کے ساتھ حسب ذیل ریزولیوشن پیش کیا۔

پہلی قرارداد

قادیان اور اس کے ارد گرد کے احمدیوں کا یہ جلسہ متفقہ طور پر اس شرارت انگیز اور اشتعال بخش مفتریانہ پروپیگنڈے کے خلاف اپنے انتہائی رنج اور غصہ کا اظہار کرتا ہے۔ جو کارکنان۔ معاندین اور منافقین اخبار "مباہلہ" قادیان نے حضرت امام جماعت احمدیہ اور آپ کے اہل بیت اور تمام ممبران سلسلہ کے خلاف فحش۔ دل آزار۔ اور اشتعال انگیز طریق پر جاری کر رکھا ہے۔ حال میں انہوں نے حضرت امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی ازواج اور صاحبزادی کے خلاف ناپاک اور کمینہ حملہ کر کے اس شرارت کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔ جس کو کوئی احمدی تو درکنار شریف انسان بھی سُن اور برداشت نہیں کر سکتا۔ ان مفتریات پر انتہائی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے یہ جلسہ قرار دیتا ہے۔ کہ یہ پراپیگنڈا اخلاق سوز اور امن کُش ہے۔ اور اگر حضرت امام کی تلقین وتعلیم صبر و برداشت نہ ہوتی۔ تو اس قسم کے شرمناک اور فحش پراپیگنڈے کا سدباب ہو چکا ہوتا۔

جناب میر صاحب نے اپنی تقریر میں نہایت وضاحت سے پولیس کی تفتیش پر روشنی ڈالی۔ کہ کس طرح پر فوراً ضمانت لی گئی اور بھاری ضمانت طلب کی گئی۔ ایک پولیس افسر نے کہنا چاہا۔ کہ یہ غلط ہے۔ پبلک نے قطعاً اس کو پسند نہ کیا۔ لیکن مجمع میں امن وسکون قائم رہا۔

دوسری قرارداد

یہ قرارداد جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری نے ایک مفصل تقریر کے ساتھ پیش کی:۔ "یہ جلسہ باتفاق رائے اس بات کا اظہار کرتا ہے۔ کہ احمدیہ جماعت نے اپنی گذشتہ تاریخ سے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ وُہ دشمن کے ہر اعتراض اور حملہ کو تحمل کے ساتھ سننے اور شرافت کے ساتھ جواب دینے کا طریق اختیار کرتی ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ وُہ اس قسم کے مفتریانہ اور کمینے اور ناپاک اور اشتعال انگیز ذاتی حملے اپنے امام اور اس کے اقارب کے متعلق سننے کو تیار ہے کیونکہ وہ صرف صابر اور متحمل ہی نہیں۔ بلکہ اپنے اندر پوری پوری غیرت بھی رکھتی ہے"

تیسری قرارداد

تیسری قرارداد مولوی مصباح الدین احمد صاحب نے حسب ذیل پیش کی:

"یہ جلسہ باتفاق رائے اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ اگر گورنمنٹ نے ان لوگوں کی بڑھتی ہوئی شرارت اور فتنہ انگیزی کا فوری اور پورا سدباب نہ کیا۔ تو اب ان کی اشتعال انگیزی اس حد تک ترقی کر گئی ہے کہ کوئی باغیرت احمدی اُسے برداشت نہیں کر سکتا۔ اور اس صورت میں نتائج کی ذمہ داری گورنمنٹ پر ہو گی"

چوتھی قرارداد۔ یہ قرارداد جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے پیش کی۔ "یہ جلسہ عرفانی صاحب کے خطبہ صدارت کو اپنے جذبات کی صحیح ترجمانی سمجھتا ہے۔ اور فیصلہ کرتا ہے۔ کہ اسے کثرت سے شائع کیا جائے"

پانچویں قرارداد۔ [illegible] قرارداد ایڈیٹر "الفضل" نے پیش کی۔ "یہ جلسہ اس بات کا فیصلہ کرتا ہے کہ پاس کردہ ریزولیوشنز کی اطلاع گورنمنٹ پنجاب۔ چیف سیکرٹری پنجاب۔ انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب۔ ڈپٹی کمشنر گورداسپور۔ سپرنٹنڈنٹ [illegible] کو بھجوائی جائے"

چھٹی قرارداد۔ آخری قرارداد پبلک کے اصرار پر میر قاسم علی صاحب نے حسب ذیل پیش کی:۔ "یہ جلسہ قرار دیتا ہے۔ کہ قادیان کی مقامی [illegible]

جو قانون ہمارے ننگ و ناموس کی حفاظت نہیں کرسکتا ہم اُس کی رُوح کو کچل دینگے

جناب شیخ یعقوب علی صاحب کی صدارتی تقریر جس کے ایک ایک لفظ کی بہت بڑے مجمع نے پُرجوش نعروں سے تائید کی

۲۔اپریل۔ بعد نمازِ مغرب ایک کھلے میدان میں قادیان اور اس کے گردونواح کے احمدیوں کا جو عظیم الشان پبلک جلسہ آریوں کی اشتعال انگیز اور ناپاک تحریروں کے خلاف اظہار رنج و غصہ کے لئے جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس میں شیخ صاحب موصوف نے حسبِ ذیل صدارتی تقریر کی۔ تقریر کے ایک ایک لفظ پر حاضرین اللہ اکبر کے پُرجوش نعرے بلند کرتے اور ہر بات سے اپنا کلی اتفاق ظاہر کرتے رہے:۔

(ایڈیٹر)

زبانی تقریر کی بجائے تحریر

برادرانِ ملت!

آپ کو معلوم ہے۔ کہ اسی مقام پر آج سے پیشتر میں متعدد تقریریں کرچکا ہوں۔ لیکن آج میں اپنی عادت کے خلاف اپنی تقریر کو لکھ کر پیش کر رہا ہوں۔ یہ اس لئے کہ میں نہیں چاہتا۔ کسی شخص کو میری تقریر کے متعلق غلط فہمی یا غلط بیانی کا موقعہ ملے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں۔ کہ پولیس جن لوگوں کو ایسی تقریروں کے لئے رپورٹنگ کا کام سپرد کرتی ہے۔ وہ علے العموم اس کے اہل نہیں ہوتے۔ کہ پورے طور پر تقریریں قلمبند کرسکیں۔ میں خود ذاتی طور پر اس فن کا ماہر اور مشاق ہوں۔ اس لئے بصیرت اور کامل شعور کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ وہ صحیح اور مکمل طور پر تقریروں کو قلمبند نہیں کرسکتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے نقطۂ خیال کو مدنظر رکھ کر مقرر کے بیان کو قلمبند کرلیتے ہیں۔ جو بعض اوقات مقرر کے مفہوم اور موضوع تک کو بدل دیتا ہے۔ پس میں پولیس کے رپورٹروں کی تکلیف کو کم کرنے کے لئے مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ اپنا تحریری بیان پڑھ دوں:۔

حمیّتِ قومی اور غیرتِ ملّی

صاحبان! آپ کو معلوم ہے۔ میں نے متعدد اوقات میں اسی مقام پر آپ کے سامنے احمدیت کی تعلیم خود ضبطی۔ رواداری اور امن بخشی کی روایات کو پیش کیا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء راشدین نے اپنی تعلیم اور اپنے عمل سے جماعت کو جس راستہ پر چلایا ہے۔ دنیا میں وہی امن اور سلامتی کی صراطِ مستقیم ہے۔ قومیں اور حکومتیں اگر آج نہیں۔ تو کل اسی راستہ کو اختیار کریں گی۔ اور جب تک اس منہاج کو اختیار نہیں کیا جائے گا۔ حقیقی امن قائم نہیں رہ سکتا۔ میں آج بھی شہزادۂ امن کے اسی پیغام کو پہونچانا چاہتا ہوں لیکن انسانی اخلاق کی تکمیل اور قومی کیرکٹر کی مضبوطی صرف ایک ہی قوت پر زور دینے سے پیدا نہیں ہوسکتی۔ انسان مختلف قوتوں کا مجموعہ ہے۔ اور وہ تمام قوتیں اور جذبات درحقیقت اخلاقِ فاضلہ ہیں۔ اس لئے میں آج آپ کے سامنے وہ حقیقت بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جو حمیّتِ قومی اور غیرتِ ملّی سے تعبیر کی جاتی ہے:۔

شیطانی اور طاغوتی طاقتیں مٹا دی جائینگی

صاحبان! یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ کہ اس سلسلہ کو خدا نے قائم کیا ہے۔ یہ انسانی منصوبوں اور تدبیروں کا نتیجہ نہیں اس لئے انسانی تدبیریں اور شیطانی منصوبے اس سلسلہ کو مٹا نہیں سکتے۔ یہ وہ پتھر ہے۔ جو اس پر گرا وہ چکنا چور ہوا۔ اور جس پر یہ گرا۔ اسے اس نے نابود کیا۔ سلسلہ کی تاریخ گواہ ہے۔ کہ شخصی اور قومی قوتیں جو دراصل شیطانی اور طاغوتی قوتوں کے مظاہرے تھے۔ اس سلسلہ کے مٹانے کے لئے اٹھیں۔ اور ان میں سے بعض نے بلند و بالا دعوے کئے۔ کہ ہم اُسے گرا دیں گے۔ مگر دُنیا نے دیکھا۔ کہ آج اس قسم کے لاف و گزاف مارنے والوں کا کوئی نام بھی نہیں لیتا۔ اور وہ جو ایک بے کس اور کس مپرس انسان کی حیثیت میں کھڑا ہوا تھا۔ آج لاکھوں اس پر درود پڑھتے ہیں اور میں ایک لذیذ بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ دن اور رات کے چوبیس گھنٹوں میں ایک منٹ بھی ایسا نہیں گذرتا۔ کہ اس پر درود پڑھنے والوں کی جماعت محبت و عشق میں ڈوبی ہوئی کیفیت میں مست درود نہ پڑھ رہی ہو۔ دُنیا کا کوئی قطعہ اور کوئی آبادی آج ایسی نہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام اور حلقہ بگوشوں سے خالی ہو۔ کہا جاتا ہے۔ کہ برٹش ایمپائر پر کبھی آفتاب غروب نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حکومت کا دائرہ اس قدر وسیع ہے۔ کہ اس پر بھی کبھی آفتاب غروب نہیں ہوتا۔ بلکہ میں اس سے بھی بڑھ کر کہتا ہوں۔ کہ دنیا کی حکومتیں اور سلطنتیں فنا ہوجائیں گی۔ مگر یہ ابدی اور دائمی سلطنت ہے جس کو کبھی فنا نہیں:۔

شیطان کی آخری جنگ

صاحبان! یہ بات بطور عقیدہ کے ہم مانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت شیطان کی آخری جنگ ہوگی۔ شیطان کا تخت بظاہر سب سے اونچا نظر آتا ہے۔ اور اس کے گھرانے کی وراثت اس کے پوجاریوں میں تقسیم ہوگئی ہے مسیح موعود علیہ السلام اور اس کی حقیقی اور روحانی ذریت کے مقابلہ کے لئے شیطان اپنی پوری قوت اور تمام لشکروں کو لے کر جو مکائد اور منصوبوں کے مجسمے ہیں۔ حملہ آور ہو رہا ہے۔ مگر اس خوفناک جنگ میں میرے دوستو! فتح آخر مسیح موعود علیہ السلام ہی کی ہے۔

اللّٰھم صل علی محمد و علے آل محمد و بارک وسلم:۔

”ڈرو مت مومنو“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر خدا تعالےٰ کی جو وحی نازل ہوئی جسے میں نے خود اس خُدا کے برگزیدہ فرستادہ کے منہ سے سُنا اور شائع کیا۔ اسے پڑھو۔ اور بار بار پڑھو۔ کہ اس کے پڑھنے سے ایمان تازہ ہوتا۔ اور خدا تعالےٰ کی قدرت کا کھلا کھلا ہاتھ نظر آتا ہے خدا تعالےٰ کے ان ارشادات سے پایا جاتا ہے۔ کہ اس شیطانی جنگ کا سب سے زبردست مظاہرہ اس عظیم الشان انسان کے زمانہ میں ہوگا جو خدا تعالےٰ کی وحی میں اولوالعزم پکارا گیا ہے۔ وہ جس کو اسیروں کی رستگاری کا موجب قرار دیا گیا ہے۔ وہ جسے مظفر کہا گیا ہے پھر میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اسی کے عہد کو عہدِ ابتلاء اور عہد امتحان قرار دیا گیا۔ اس امتحان میں کچھ پکڑے جائینگے۔ پھر یہ بھی پایا جاتا ہے۔ کہ اس عصرِ اولوالعزم میں ابلیسی عقوبتوں اور طاغوتی تکلیفوں کے خوفناک پیکر سامنے آئیں گے۔ اور ڈرائینگے اس وقت سچائی کے عاشق اور راستبازی کے پرستار خدا تعالےٰ کی اس وحی کو دوبارہ اُترتے ہوئے سُنیں گے۔ کہ ”ڈرو مت مومنو“ تب خوف و خطرات کا وہ عذاب الیم ان فرزندانِ احمدیت کے لئے جنت النعیم ہوجائے گا:۔

اہلبیت حضرت مسیح موعودؑ کی تطہیر

صاحبان! میں آپ کو خدا تعالیٰ کی ان بشارات کی مسلسل لڑی دکھا کر آگے چلنا چاہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی ذریت اور اہل بیت کے متعلق بشارات دیں۔ اور اہل بیت کی تطہیر کے لئے متواتر الہامات کئے۔ اب تم غور کرو۔ کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں آیت تطہیر نازل فرمائی۔ اگر اہل بیت نبوی کوئی ناپاک اعتراضات ہونے والے نہ تھے۔ اور جنود شیطانی اپنی کمواس سے ان مطہر اور مقدس وجود ول کو آلودہ کرنے والے نہ تھے۔ تو خدا تعالےٰ کو اس آیت تطہیر کے نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ واقعات اور تاریخ گواہ ہیں۔ کہ تاریکی کے فرزندوں نے اپنی ناپاکی کا اظہار کیا۔ اور خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اہل بیت کی تطہیر ہوئی۔ اسی طرح ٹھیک اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر وہی آیت تطہیر نازل ہوئی اور متعدد مرتبہ نازل ہوئی۔ اس وقت ہمارے وہم میں بھی یہ بات نہ آتی تھی۔ لیکن آج ہم بصیرت اور لذیذ معرفت کے ساتھ اس آیت تطہیر کے نزول کی فلاسفی کو سمجھتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ جو دوسری بشارات ہیں۔ ان کے ظہور کے لئے دیدہ براہ ہیں۔

شیطان سے آخری جنگ کیلئے تیار ہوجاؤ

صاحبان! میں اس شرارت و شیطنت کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ جو ایک عرصہ سے اس پاک جماعت کے خلاف پھیلائی جارہی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے فرستادہ کی ذریت اور اسکے اہل بیت پر مشتمل ہے۔ جن کی صداقت و طہارت کے لئے خدا تعالیٰ کی وحی کے بعد ہمیں کسی شہادت کی بھی ضرورت نہیں اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کے فرستادہ اور اس کے برگزیدہ تھے۔ ان پر خدا تعالیٰ کی وحی ہوتی تھی۔ اور یقیناً وہ خدا کے رسول اور اس کے کلام سے مشرف تھے۔ تو پھر کیا اسی وحی میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق نہیں کہا گیا۔ کہ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے نور سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالینگے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔

خدا تعالیٰ کی اس کھلی کھلی بشارت اور کلام کے بعد اگر دنیا کے تمام شیاطین اکٹھے ہو کر بکواس کریں۔ اور ان کی بھونکنیوں میں بہت بڑا صور ہو۔ اور دنیا کے سب سے اونچے پہاڑ پر کھڑے ہو کر بھی شور مچائیں۔ تو مومنین اور مخلصین کے لئے اس سے قطعاً گھبراہٹ نہیں ہوسکتی۔ یہ شیطانی صور ہیں۔ ایک آخری جنگ کی طرف بلانے والا ہوگا۔ جو شیطان اور مسیح موعود میں برپا ہوئی — اور میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں۔ کہ اس آخری جنگ کا وقت آپہونچا ہے۔ پس تم اس کیلئے تیار ہوجاؤ۔

جس میں غیرت دینی نہیں۔ وہ مومن نہیں

میرے دوستو! رفیقو! اور بھائیو! یہ جنگ تیغ و سنان کی جنگ نہیں۔ یہ انسان کی اخلاقی قوتوں کے مظاہرے کی ایک جنگ ہے۔ مسیح موعود دنیا میں اس لئے آیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقصد رسالت کو پورا کرے۔ جو آپ دنیا میں تکمیل اخلاق کا لیکر آئے تھے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شان جمال و جلال کے مظہر تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی چونکہ آپ کے بروز اور مظہر ہیں۔ انہی دو قوتوں کو لیکر آئے تھے۔ آپ کی بعثت اور عصر سعادت کو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس میں جمالی شان غالب نظر آتی ہے۔ باوجودیکہ آپ ازبس رحیم و کریم تھے۔ اور سخت سے سخت تکلیف دینے والوں کو بھی معاف کر دیتے تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آپ غیرت دین کا ایک کوہ وقار پیکر تھے۔ آپ یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف کوئی بے ادبی کا کلمہ سن سکیں۔ اس کے نظائر اور واقعات آپ کی زندگی میں کثرت سے ملتے ہیں۔ اس کے لئے آپ اپنے رشتہ داروں اور اقرباء سے قطع تعلق کر لینا بھی آسان سمجھتے تھے۔ پس اگر ہمارے اندر غیرت دینی نہیں۔ اگر ہم اس وجود کے لئے جس کے ہاتھ پر ہم نے خدا کی رضا کے لئے ایک عہد کیا ہے۔ دنیا اور اس کے تمام مالوفات کو قربان کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور ہمارے اندر ان ناپاک باتوں کو سن کر غیظ و غضب کی قوتیں جوش میں نہیں آتیں۔ تو ہمیں اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔ یہ سچ ہے۔ کہ ہم قانون شکنی نہیں کرنا چاہتے۔ اور نہیں کرینگے۔ لیکن ایسے قانون کی روح کو ہم کچل سکتے ہیں۔ جو ہمارے امام کی عزت اور ہمارے جان سے پیاروں کے ناموس کی حفاظت نہیں کر سکتا۔

آج دنیا کے طلبگار اور فانی حکومتوں پر جنگ کرنے والے آزادی وطن کے نام سے انگریزی قانون کے احترام کو مٹا دینے پر اتر آئے ہیں۔ اور سول نافرمانی کی مہم ملک میں جاری کرنے کی تجویزیں اور منصوبے ہو رہے ہیں۔ اور اس کیلئے عملی قدم اٹھایا گیا ہے۔ حکومت بھی اس کے مقابلہ کے لئے تیاریوں میں مصروف ہے۔

ہم اپنی حفاظت آپ کرینگے

ہم احمدی حکومت کی وفاداری کے لئے مطعون ہیں۔ ہمیں ان طعنوں کی پروا نہیں۔ اور کبھی پرواہ نہیں کی گئی۔ اس لئے نہیں۔ کہ ہم گورنمنٹ سے کسی خطاب کے امیدوار ہیں یا کوئی صلہ چاہتے ہیں۔ اس قسم کی آفر کو ہم اپنی توہین یقین کرتے ہیں۔ ہم نے جو کچھ کیا۔ وہ خدا کی رضا کے لئے اپنے مذہب کی صحیح عملی ترجمانی کے لئے کیا لیکن کیا حکومت بحیثیت حکومت نہیں۔ ایک شریف انسان کی طرح اس بات کی بھی روادار نہ ہوگی۔ کہ وہ ان ذلیل اور غیر شریفانہ حملوں سے ہمارے شعائر اللہ کی حفاظت کرے اگر حکومت اس کی صیانت کے لئے اپنی مشینری کو حرکت نہیں دے سکتی۔ تو میں صاف طور پر یہ کہدینا چاہتا ہوں۔ کہ حفاظت خود اختیاری کے قانون کی رو سے اپنی حفاظت ہم خود کرینگے۔ اور ہم ناپاک اور گندی آوازیں زیادہ دیر تک سننے کے متحمل نہیں ہو سکیں گے۔

پولیس کی بے توجہی

اس سے بڑھکر ہمارے جذبات اور احساسات کی تذلیل کیا ہوگی۔ کہ ہمارے جان سے بھی زیادہ عزیز وجودؑ اس کے اہل بیت اور ذریت پر ناپاک حملے کئے جاتے ہیں۔ پولیس موجود ہے۔ اور وہ جانتی ہے۔ کہ ایک فتنہ پرداز وجود اپنے ساتھیوں کو لیکر دن رات اسی قسم کے منصوبوں میں مصروف رہتا ہے۔ اور قبل از وقت پولیس کو اس کے ان ناپاک ارادوں سے کسی طرح اطلاع ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے سدباب کے لئے کوئی تجویز سوچی نہیں جاتی۔ ہماری خاموشی۔ ہماری امن پسندی۔ ہمارا قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لینے کا یہ صلہ ہے۔ کہ ہمارے قلوب کو اس طرح مجروح کیا جاتا ہے۔ کوئی آدمی جس کی حس شرافت ضایع نہ ہوگئی ہو۔ بلکہ جس کی عام انسانیت بھی باقی ہو۔ مباہلہ کے ان کالموں کو پڑھ نہیں سکتا۔ جو ابھی شایع ہوئے ہیں۔ فحش نویسی کی حد ہوگئی۔ اشتعال دلانے میں کوئی کمی نہیں رہی۔ امن عامہ کو مخدوش کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی گئی۔ اور اس پر اس جرأت اور حوصلہ کو دیکھئے۔ کہ وہ عین جمعہ کے دن ٹھیک اس وقت جبکہ حضرت امام خطبہ دے رہے ہیں اور اس مقام پر جو مسجد میں سب سے زیادہ مقدس سمجھا جاتا ہے۔ یعنی محراب کے پاس آتا ہے۔ اور اپنی اور اپنے ساتھیوں کی موجودگی سے امن عامہ کی فضا کو مکدر کرتا ہے۔ اور باوجود کہنے کے وہ اس جگہ سے ہٹتا نہیں۔ اور ہٹانے پر مقابلہ کرتا ہے۔ اس جرأت اور حوصلہ کے پیچھے اگر کوئی طاقت نہ ہوتی۔ تو یہ حوصلہ نہیں ہوسکتا تھا۔ میں نہیں کہتا۔ کہ وہ طاقت کس کوارٹر سے آتی ہے۔ لیکن یہ ایک طبعی اور لازمی نتیجہ ہے۔ اس قسم کی جرأت اور دلیری سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ یہ پہلے سے تجویز کردہ منصوبہ تھا۔ اور پولیس میں مختلف اوقات میں رپورٹیں اسی غرض سے دی جاتی تھیں۔ کہ چونکہ وہ فتنہ برپا کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ یہی ہوگا۔

پولیس کی گرفت احمدیوں پر

جو واقعات اس موقعہ پر ظہور پذیر ہوئے۔ میں ان کی تفصیل میں اس وقت جانا نہیں چاہتا۔ اس لئے کہ معاملہ پولیس کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن میں اتنا کہنے سے رک نہیں سکتا۔ کہ جن لوگوں کے خلاف الزام لگایا گیا ہے۔ وہ اپنی شرافت نفس اور اپنی علمی قابلیت کے لحاظ سے جماعت میں قابل عزت ہیں۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کا وجود اپنے فن کے لحاظ سے ایک رحمت ہے۔ جو لوگ حالات سے

واقف نہیں۔ وہ معذور ہیں۔ مگر یہ حقیقت ہے۔ کہ وہ بہت بڑی مالی۔ اور عزت کی قربانی کر کے یہاں بیٹھے ہیں۔ وہ اگر پٹیالہ میں رہتے۔ تو آج ہزاروں روپیہ کی جائداد و املاک کے مالک ہوتے۔ لیکن انہوں نے وہاں کی حکومت، عزت، اور دولت پر لات مار دی۔ اور آج کہا جاتا ہے۔ کہ وہ بلوہ کرنے کے لئے جمعہ کی ساعت میں میدان میں نکلتے ہیں۔ اور خطرناک ملزموں کی حیثیت میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اسی طرح مولوی محمد یار صاحب اور مولوی عبدالاحد صاحب جو یونیورسٹی کے گریجوایٹ ہیں۔ اور جماعت کے تبلیغی اور تعلیمی شعبوں میں ذمہ داری کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ وہ ایک ایسے شخص کی شہادت اور بیان پر ماخوذ ہونے کے قابل سمجھے جاتے ہیں۔ جو خود سزا یافتہ ہے۔

امتحان کا وقت

میرے دوستو! یہ واقعات سب تمہارے سامنے ہیں۔ میں اس حقیقت کو آشکار کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ یہ فتنہ ایک گہری سازش کا نتیجہ ہے۔ میں نہیں کہتا۔ کہ اس سازش میں کون کون شریک ہے، یہ واقعات بتائینگے۔ لیکن ہمارے لئے یہ امتحان کا وقت ہے۔

ڈرو مت مومنو

عزیزو! اور بھائیو! سنو! اور کان کھولکر سنو! جو شخص اپنی حفاظت آپ نہیں کر سکتا۔ اور جو غیرت، و خودداری کی قوتوں کو محفوظ نہیں رکھتا۔ وہ دوسروں کے سہارے دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس کے لئے سب سے پہلی اور ضروری بات یہ ہے۔ کہ تم اپنے دلوں سے خوف دور کر دو۔ حضرت مسیح موعود پر اسی لئے یہ وحی ہوئی تھی۔ ڈرو مت، مومنو! مومن خوف اور حزن سے آزاد ہوتا ہے۔ وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ اس لئے کہ وہ دل سے اعتقاد رکھتا ہے۔ کہ خدا کے سوا نفع و ضرر کسی کے ہاتھ میں نہیں تمام قوتوں اور طاقتوں کا وہی مالک ہے۔ یقیناً سمجھو۔ کہ شدائد و خطرات کا مہیب دیو مسلم و مومن کو خوفزدہ نہیں بنا سکتا۔ اور نہ خوف و ہراس اس کے دل پر قبضہ پا سکتا ہے۔ جو خدا کے سوا کسی کے قبضہ میں نہیں۔

ہم نے اپنے عمل سے یہ واضح کر دیا ہے۔ کہ ہم حکومت کے قانون کا احترام کرتے ہیں۔ اور حکومت کے ساتھ ہم نے تعاون پسند کیا ہے۔ اور نازک اوقات میں حکومت کی تائید میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہیں کی۔ اس لئے نہیں۔ کہ ہم حکومت سے ڈرتے تھے۔ اس لئے نہیں۔ کہ ہم کمزور تھے۔ بلکہ اس لئے اور صرف اس لئے کہ خدا تعالیٰ کے فرستادہ کی یہی تعلیم تھی۔ لیکن ہم کو امن اور سلامتی کی تمام راہوں پر چلتے ہوئے بھی اگر قانونی تہدید اور طاقت سے ڈرا کر ہمارے مذہبی احساسات اور شریفانہ جذبات کو مجروح کیا جائیگا۔ اور قانون ہماری حفاظت نہ کریگا۔ تو ہم خود اپنی حفاظت کرینگے۔ اور اس ہاتھ اور زبان کو روک دینگے جو شریف النفس خواتین اور ہمارے مطاع کی عزت پر حملہ کرتا ہے۔

یہ ہماری اخلاقی کمزوری نہ ہوگی۔ یہ ہماری قانون شکنی نہیں ہوگی۔ بلکہ حکومت اور اس کے قانون کی کمزوری اور دیوالیہ پن ہوگا حکومت اگر امن پسند جماعت کی عزت و آبرو کی حفاظت نہیں کر سکتی۔ اور اس کی قانونی کتاب میں اس کے لئے کوئی دفعہ نہیں۔ تو ایسی حکومت اپنی کمزوری اور بے بسی کا اعلان کرتی ہے

پولیس کے فرائض

میں اپنے دوستوں کو اور پولیس کے افسروں کو جو یہاں موجود ہیں۔ کھلے کھلے الفاظ میں بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ ہم ایک تعلیم یافتہ اور خالص مذہبی جماعت کے لوگ ہیں۔ اور ہم اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ کہ پولیس کے کیا فرائض اور اس کا کیا مقام ہے۔ پولیس اخلاق اور امن عامہ کی حفاظت کا فرض لیکر کھڑی ہوئی ہے۔ اگر اس کی نظر میں اس کے علم میں اخلاق اور امن عامہ کو تباہ کرنیوالی کوئی بات ہو، تو کیا اس کا فرض نہیں، کہ وہ اس کا انسداد کرے۔ پھر اس معاملہ میں اس نے کیا کیا۔ یا تو وہ یہ کہے۔ کہ مباہلہ کے مضامین شریفانہ سپرٹ سے لکھے گئے ہیں۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کہہ سکتی۔ اور یقیناً نہیں کہہ سکتی۔ تو کیا یہ اخلاق عامہ اور امن عامہ کو تباہ کرنیوالا مواد نہیں ہے۔ اس کا فرض تھا۔ کہ وہ اس کا انسداد کرتی۔

احمدی جماعت کا کوئی فرد اسے برداشت نہیں کریگا۔ کہ ان کے واجب الاطاعت امام کے ناموس پر ایسے اشتعال بخش حملے کئے جائیں پولیس کی نمایش اس کی دست اندازی کا خوف اگر تمہارے دلوں کے اندر ہے۔ تو یاد رکھو۔ تم ابھی ایمان میں خام ہو۔

ہر قربانی کے لئے تیار ہو جاؤ

پولیس ہماری خدمت گذار ہے۔ وہ ہم پر حکمران نہیں۔ اور میں نہیں سمجھتا۔ کہ کوئی شریف پولیس آفیسر اس بات کو نہیں سمجھتا۔ اگر وہ اپنے اختیارات کی بناء پر اپنے آپ کو حکمران یقین کرتا ہے۔ تو یقیناً اپنے منصب کی توہین کرتا ہے۔ پبلک کی خدمت گذاری ایک اعلےٰ درجہ کی عزت ہے۔ ذلت نہیں۔ ہم اگر قانون کو توڑتے نہیں۔ تو ہم کو کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ خوف ایک بھوت ہے۔ جو خود انسان کے اندر سے پیدا ہوتا ہے۔ اپنے اندر ایک قوت اور جرأت پیدا کرو۔ سلسلہ کی حفاظت کے لئے ہم کو ہر قربانی کے لئے تیار رہنا چاہئے یاد رکھو۔ کہ قومیں ہمیشہ قربانیوں سے بنتی ہیں۔ ہماری قربانیوں کا مقام سب سے اونچا ہے۔

گاندھی اور اس کے رفقاء کار ہندوستان کی آزادی کے لئے ہر قسم کے خطرات برداشت کرنے کے تیار ہو کر میدان میں آئے ہیں۔ ہمارا نصب العین ان سے بہت اونچا ہے۔ ہم دنیا کو غیر اللہ کی پرستش کی غلامی سے آزاد کرانیکے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ پس سوچ لو۔ کہ ہمارا مقام کتنا بلند ہے۔ اور ہمیں کتنی بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے ہمارے شہیدوں نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ پتھروں کی بوچھاڑ میں بھی سلسلہ کے تحفظ سے نہیں گھبراتے۔ ان کی زندگیاں ہمارے لئے نشان میل ہیں۔ کہ دنیا کی کوئی عقوبت اور کوئی تکلیف ہمارے حوصلوں اور ہمتوں کو پست نہیں کر سکتی۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم حکومت پر اپنے احساسات کا اظہار کر دیں۔ کہ جو شرارت مباہلہ کے ذریعہ پھیلائی جا رہی ہے۔ اس کا انسداد کیا جائے، اور اگر نہیں۔ تو ہم ہر قیمت پر اس شرارت کا سدباب کرنے پر مجبور ہونگے۔ اور اس کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

میں مقامی پولیس افسروں کو صاف صاف کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ وہ اس معاملہ پر پوری توجہ سے غور کریں۔ اور اگر اس نے ان مشتعل کرنیوالی حرکات اور جذبات کو مجروح کرنیوالے طریقوں کے انسداد کی کوشش نہ کی۔ تو نتائج کی ذمہ داری سراسر اس پر ہوگی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ قریباً دو سال سے وہ اس قسم کا ناپاک پراپیگنڈا کر رہے ہیں۔ اور برابر کہہ رہے ہیں۔ کہ ہم کو قتل کر دیا جائیگا۔ پولیس کا سٹیشن تو یہاں تھوڑے عرصہ سے قائم ہؤا۔ اس سے پہلے کونسی طاقت تھی جو ان کو بچائے ہوئے تھی۔ صرف حضرت اقدس کی ذات۔ یہ کس قدر شرم کا مقام ہے۔ کہ وہ ایسا شرمناک پراپیگنڈا کریں۔ اور ہم اگر صبر سے کام لیں۔ تو کہا جاتا ہے۔ بولتے نہیں۔ اور اس قسم کی شرارتیں کر کے اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کریں۔ اس سے بڑھکر شرمناک حرکت کیا ہوگی۔

آب از سر گذشت

اب آب از سر گذشت کا معاملہ ہو گیا ہے۔ اور میں یقین نہیں کرتا۔ کہ احمدی دنیا اس ناپاک پراپیگنڈے کو اسی طرح سنتی اور دیکھتی رہے۔ گورنمنٹ کے ایوان حکومت پر تاروں اور ریزولیوشنوں کے ڈھیر لگ جائینگے۔ اور ایک ملین نفوس دنیا کے ہر گوشہ سے اپنی اس مظلومی پر گورنمنٹ کے کان کھولدیگی۔

قادیان کے سکھوں اور ہندوؤں سے

میں آخر میں قادیان کے ہندوؤں اور سکھوں سے بھی ایک بات کہنی ضروری سمجھتا ہوں۔ جب سے قادیان آباد ہوا۔ اور ان کے آباؤ اجداد یہاں آئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان نے ان کے ساتھ نیکی اور احسان کیا۔ اور ہر موقعہ پر ان کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھا۔ میں ان کی شرافت اور انسانیت سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ کیا یہ فعل جو مباہلہ والوں نے کیا ہے۔ وہ اس قابل تھا۔ کہ بازاروں میں دکانوں پر بیٹھ کر اور اڈے لگا کر اسے پڑھا جاتا۔ میں مانتا ہوں۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کو مذہبی طور پر اپنا امام نہیں سمجھتے۔ میں جانتا ہوں۔ وہ مسلمان نہیں۔ لیکن کیا انہیں معلوم اور یاد نہیں۔ کہ مذبح کے سلسلہ میں جو وفد حضرت کی خدمت میں لاہور گیا۔ اس وقت جو سلوک آپ نے ان سے کیا۔ اور جس عزت اور محبت سے ان کو ریسیو کیا۔ وہ بخوبی جانتے ہیں۔ آپ نے ان کی پوری دلجوئی کی۔ ایسی حالت میں مذہب سے الگ رہ کر کیا شرافت اور انسانیت کا یہی تقاضا تھا۔ کہ اس طرح پر اس گندے لٹریچر کو پڑھا جاتا۔ اور سنتریوں کو خالصہ بورڈنگ ... میں لا کر ٹھہرایا جاتا۔ میں سمجھتا ہوں۔ ایک پبلک عمارت کا یہ نا...

... انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھونگا۔ کہ انہوں نے کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ اب میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ میر صاحب اپنی تقریر کرینگے۔ اور کچھ ریزولیوشن پیش کئے جائینگے۔ اور پھر دعا کے

عراق ریلوے

نجف۔ کربلا۔ بغداد۔ کاظمین۔ اور سمارا کے مقدس مقامات کی زیارت کا محفوظ ترین۔ تیز ترین اور سب سے زیادہ آرام دہ راستہ عراق ریلوے کا ہے۔ اسی طرح حج کے سفر کا آسان راستہ بھی یہی ہے۔ کہ پہلے عراق جایا جائے۔ اور وہاں سے سیدھا براستہ دمشق اور یروشلم۔ مکہ اور مدینہ اور اس طرح دو علیحدہ علیحدہ زیارتوں کے اخراجات بچ سکتے ہیں؛

زائرین کے لئے خاص تخفیف شدہ کرائے۔

بصرہ سے کربلا اور وہاں سے کاظمین (بغداد) اور واپس بصرہ سیکنڈ کلاس -/۸/۶۳ اور تھرڈ کلاس -/۱۲/۳۱

بصرہ سے کربلا اور وہاں سے کاظمین (بغداد) اور سمارا اور واپس بصرہ۔ سیکنڈ کلاس -/۲/۷۰ اور تھرڈ کلاس -/۱۴/۳۴

ٹکٹ ۱۵۰ یوم تک قابل استعمال ہوتے ہیں۔ اور پچاس کلو وزن فری لیجایا جا سکتا ہے۔

۱۲ سال سے کم عمر کے بچوں کا کرایہ نصف ہوتا ہے۔

یکطرفہ سفر کے ٹکٹ بھی بصرہ سے کربلا اور بغداد یا عراق کے کسی اور مقام کے مل سکتے ہیں۔
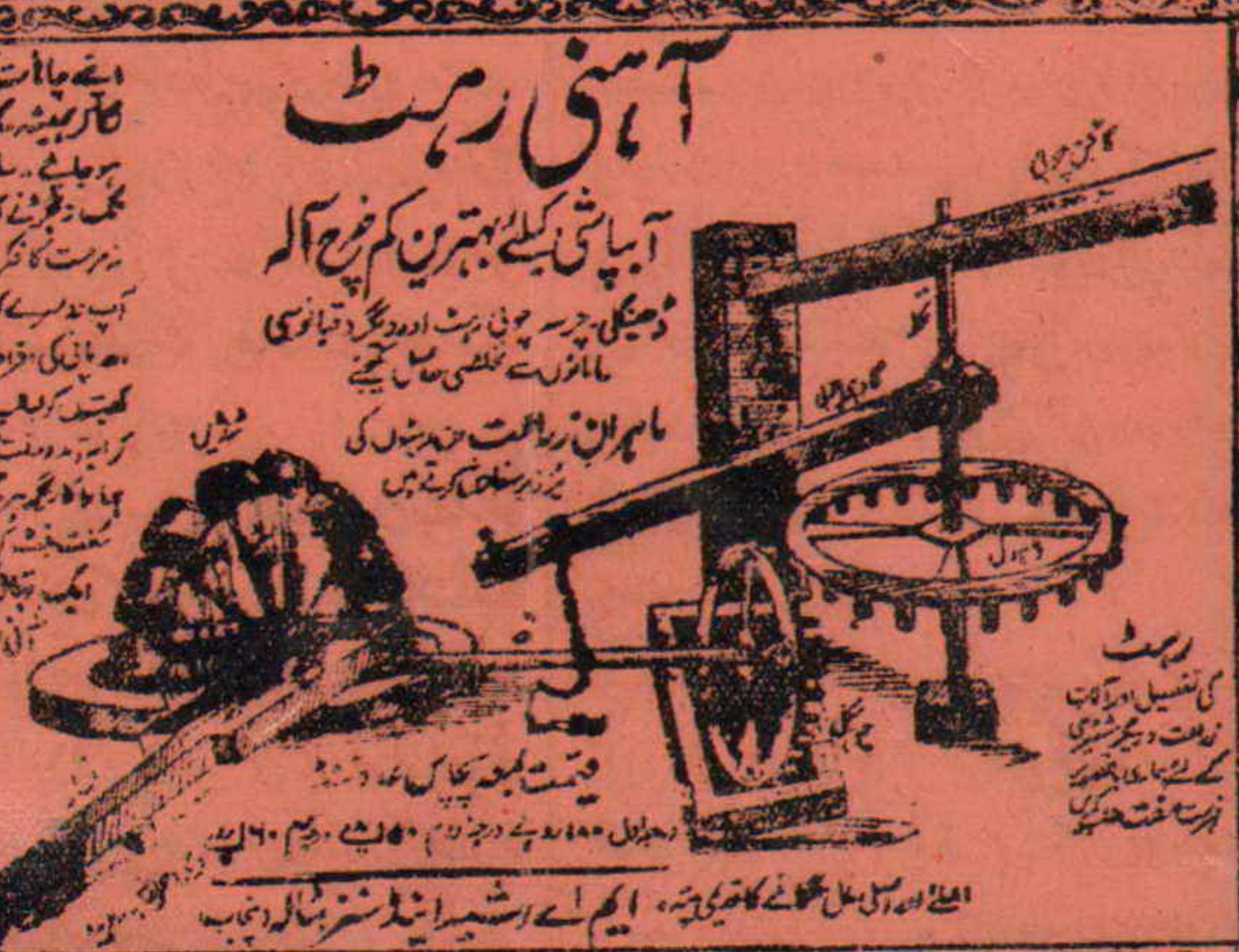
بصرہ سے سپیشل تھرڈ گاڑیاں کربلا اور کاظمین کیلئے بصرہ سے گاڑیاں لگائی جاتی ہیں۔ کربلا کے سفر میں ۱۹ گھنٹے اور بغداد (کاظمین) کے سفر میں بیس گھنٹے خرچ ہوتے ہیں۔ گاڑیاں ان تمام سٹیشنوں کے درمیان روزانہ چلتی ہیں؛

ٹکٹ اور تفصیلی معلومات حسب ذیل پتوں سے حاصل کیجا سکتی ہیں

(۱) مولوی محمد باقر حاجی دیوجی جمال کا مسافر خانہ جیل اوڈ عمر کھادی۔ بمبئی۔

(۲) مسٹر اے۔ اے لوٹیا رکولی دادا پوسٹ نمبر ۳ بمبئی

(۳) مسٹر داؤد حاجی ناصر آنریری جائنٹ سکرٹری فیض پنجتانی پالا گلی بمبئی

(۴) مسٹر حبیب حاجی رحمت اللہ کاراد ور۔ کراچی۔

(۵) مسٹر عبد العلی ہاری عیسیٰ جی۔ معرفت میسرز یوسف علی۔ علی بھائی کریم جی۔ اینڈ کو نیپیر روڈ کراچی

(۶) دی آنریری سیکرٹری فیض پنجتنی۔ معرفت حاجی جیٹھا بھائی گوکل کوڈی گارڈن۔ کراچی

یا

دی ایجنٹ گورنمنٹ ریلویز عراق امرچند بلڈنگ۔ بیلرڈ اسٹیٹ بمبئی

دولت مند ہونیکا سنہری موقعہ

پانچسو روپیہ ماہوار اگر کمانا چاہو تو ہم سے صابن بنانا سیکھو فیس معہ سامان روپے بجائے پندرہ گلیسرین پیرسوپ کے مانند صابون ٹکیہ اور ٹکیہ پر پھول تیار کنندہ کرنیکی مشین ہمراہ مفت مگر نام پھول کندہ کرائیکی اجرت تین روپیہ علیحدہ ہوگی صابون کی ترکیب اور مشین کے ہمراہ ہم اقرار نامہ بھی روانہ کرینگے جس پر لکھا ہوگا۔ اگر ہم بذریعہ تحریر انگریزی و دیسی سرد گرم طریقوں سے بغیر چربی ۴۰ قسم کا صابون اور شل ولایتی کے سوڈا کاسٹک۔ وسوڈا کرسٹل اور ڈبوں کے مانند کورے کھدر کو سفید کرنیکا مصالحہ بنانا نہ سکھا سکے۔ یا اس میں دگنا منافع نہ ہوا یا بارہ برس کا لڑکا پانچسو روپیہ ماہوار کا مال تیار نہ کر سکے۔ یا مشین میں ایک گھنٹے میں چار ہزار دس ٹکے دو رنگی ٹکیہ نہ بن سکی تو ہم معہ پانچسو روپیہ حرجانہ بذریعہ عدالت ہمسے وصول کرنیکا حق رکھتے ہیں۔ پانچ روپیہ پیشگی وصول ہوئے بغیر تعمیل نہ ہوگی۔ ہر جگہ ایک آدمی سے زیادہ کو نہ سکھایا جائیگا؛ المشتہر

ڈاکٹر شفیع احمد۔ پی۔ ایچ۔ ڈی ایڈیٹر رسالہ دستکاری دہلی

ضرورت ذاتی و تجارت کے لئے نادر موقعہ

۱۔ ایک پختہ مکان بہت بڑا اندرون قصبہ برلب شارع عام رستے کے کنارے پر ۶ دکانیں ہیں۔ اور اس مکان کے اندر ۳ مکان رہائشی الگ الگ بنے ہوئے ہیں۔ ان مکانوں کے اندر ایک کنواں بھی ہے۔ عمارت پختہ ہے اور قابل فروخت ہے۔ ایک کنال زمین سے کچھ زائد رقبہ پر یہ مکانات ہیں۔ جو صاحب خریدنا چاہیں۔ میرے ساتھ خط و کتابت کریں؛

۲۔ ایک خوشنما مکان رقبہ ۵ مرلہ دار الفضل میں میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق کے مکان سے قریب سستے داموں پر فروخت ہوتا ہے۔ جو صاحب خریدنا چاہیں۔ وہ مجھ سے خط و کتابت کریں؛

م: معرفت مینجر صاحب الفضل قادیان

طاقت کے انمول موتی

اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ ارمان پورے ہوں۔ دل میں امنگ ہو۔ طبیعت میں جوش ہو۔ دماغ میں مسرت ہو۔ چہرہ خوش رنگ ہو۔ معدہ مقوی ہو۔ جسم میں ولولے پیدا ہوں۔ گھر کا چراغ روشن ہو۔ تو آج ہی کنگ آف ٹانکس جو کہ سونا۔ کستوری اور لیسیتھین جیسی کئی ایک ادویہ کا مرکب ہے۔ استعمال کریں؛

قیمت ساٹھ گولی سات روپے۔ تیس گولی چار روپے معہ محصول

تیار کردہ: فیض عام میڈیکل ہال قادیان دارالامان

مکرمی! السلام علیکم

سپورٹس کی اشیاء رعایتی قیمتوں پر احمدی فرم سے خرید فرمادیں

والی بال کیس زرد رنگ ۱۲ اول درجہ	سے/ر
" " " " درجہ دوم	۸/ر
" " رنگین سرخ سیاہ و سبز اول درجہ	۸/ر
" نیٹ عمدہ اول درجہ فیتہ دوطرفی	۵/ر
" " " دوم "	۴/ر
" " سوم "	۳/ر
بلیڈر عقبہ بڑے والی بال	۱۲/ر
ہاکی سٹکس لیدر سپون اول درجہ	۳/ر
" " دوم درجہ	۲/ر
" بونڈ اول درجہ	۲/ر
" " دوم "	۸/ر
ہاکی سفید چمڑہ اول درجہ	۸/ر
" " دوم درجہ	۶/ر
" " سوم "	۴/ر

کینوس بال ... نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ

آہنی رہٹ

آبپاشی کیلئے بہترین کم خرچ آلہ

ڈھینکلی چرسہ چوبی رہٹ اور دیگر دقیانوسی سامانوں سے مخلصی حاصل کیجئے

ماہران زراعت ہندوستان کی پرزور سفارش کرتے ہیں

قیمت لمبعہ پچاس عدد ڈنڈ

درجہ اول ۱۰۰ روپے درجہ دوم ۸۰ روپے درجہ سوم ۶۰ روپے

ایم اے رشید اینڈ سنز بٹالہ پنجاب

ہندوستان کی خبریں

——— کلکتہ۔ یکم اپریل۔ آج دوپہر کو گاڑی بانوں کی ہڑتال نے نازک صورت اختیار کر لی جس کی وجہ سے پولیس نے گولی چلائی۔ ۵ آدمی ہلاک اور ۵۰ مجروح ہوئے۔

——— بمبئی۔ ۳۱ر مارچ۔ مسٹر سی۔ ڈی سلوا سٹور کیپر کی خانہ تلاشی کی گئی۔ تو اس کے ہاں ۲۴ ناجائز پستول اور ۹۰۰ ناجائز کارتوس برآمد ہوئے۔ عدالت نے ملزم کو تین سال قید سخت کی سزا دی۔

——— کراچی۔ ۲ر اپریل۔ کراچی کے متعدد بزازوں کو مکتوب موصول ہوئے ہیں۔ جن پر راشٹر بہاری کے ایک شاگرد کے دستخط ثبت ہیں۔ ان میں بزازوں کو دھمکی دی گئی ہے۔ کہ اگر انہوں نے غیر ملکی کپڑا درآمد کرنا بند نہ کیا۔ تو ان کو قتل کر دیا جائیگا۔

——— بھنور۔ ۱۳ر مارچ۔ آج دو بجے بعد دوپہر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے مدیر "مدینہ" کو زیر دفعہ ۱۲۴ (الف) گرفتار کر لیا۔ پولیس نے دفتر "مدینہ" کی تلاشی لے کر ۱۷ر مارچ کے پرچہ ایک نظم کی بناء پر اور ۱۲ر مارچ کے پرچے ایک افتتاحیہ کے باعث قبضے میں کر لئے۔

——— کلکتہ۔ ۲ر اپریل۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ نیا قانون جس کی رو سے بارہ بجے سے تین بجے تک بھینسے باہر لانے کی ممانعت کر دی گئی تھی معطل کر دیا گیا ہے۔ آج چھکڑے والے حسب معمول کام کر رہے ہیں۔

——— نیو دہلی۔ ۳ر اپریل۔ پنڈت مدن موہن مالویہ اور اسمبلی کے متعدد دوسرے ارکان اسمبلی کی رکنیت سے ٹیرف بل کے خلاف احتجاجاً مستعفی ہو گئے ہیں۔

——— لدھیانہ۔ ۲ر اپریل۔ آج کالج کا مقدمہ بم سماعت کے لئے پیش ہوا۔ سرکاری وکیل نے ایک بیان دیا جس کے دوران میں اس نے حکومت کی طرف سے مقدمہ کے واپس لئے جانے کا اعلان کیا۔

——— پونہ یکم اپریل۔ مسٹر گاندھی اور ان کے رفقائے کار کو سول نافرمانی ملتوی کرنے اور چھوت چھات کے خلاف تحریک میں شامل ہونے کی دعوت دینے کی غرض سے ایک جدید پارٹی بنام انڈین نیشنل اینٹی ریوولیوشنری پارٹی قائم کی گئی ہے۔ یہ پارٹی گاندھی جی کے پاس وفد کار بھیجے گی۔ جو گاندھی جی اور ان کی پارٹی سے خلاف ستیہ گرہ کریں گے۔

——— کلکتہ۔ ۳۰ر مارچ۔ حال ہی میں کلکتہ کے ایک مجسٹریٹ کی عدالت میں عجیب و غریب مقدمہ چائے کے چورے میں سنکھیا ملانے کے متعلق پیش ہوا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ کمپنی نے پسی ہوئی چائے کی ۵ سو پیٹیاں لندن روانہ کیں۔ جن میں سے ہر ایک میں ایک ایک سو پونڈ چائے تھی۔ لنڈن میں ان کے پہنچتے ہی بندرگاہ کے افسران چونگی نے ان کا معائنہ کیا۔ تو ان میں سنکھیے کی ملاوٹ پائی گئی۔ تمام پیٹیاں ہندوستان واپس کر کے معاملہ کی اطلاع حکومت ہند کے شعبہ تجارت کو دی گئی۔

——— احمد آباد۔ ۲ر اپریل۔ ایک بانجھ عورت پر اس الزام میں مقدمہ چل رہا ہے۔ کہ اس نے اپنی پڑوس میں ایک عورت کے لڑکے کو قتل کر دیا تھا۔ تاکہ اس طرح اس کے ہاں بھی لڑکا پیدا ہو۔

——— نیو دہلی۔ ۳۱ر مارچ۔ مسٹر ایم۔ کے اچاریہ ایسوسی ایٹڈ پریس کو مطلع کرتے ہیں۔ کہ ۱۸ر مارچ کو میں نے جو سوالات کئے تھے۔ ان کے جواب میں حکومت نے تسلیم کیا ہے۔ کہ سارداایکٹ کو منسوخ کرنے یا بعض اقوام کو اس کے نفاذ سے مستثنیٰ کرنے کے لئے اس کے پاس ۳۴۴ ۵ برقی پیغامات ۴۹۴ قراردادیں اور متعدد میموریل جن پر ۱۲۸۸۸۶ اشخاص کے دستخط ہیں۔ موصول ہوئے ہیں۔ ان مسودات قانون کے نتیجہ کے طور پر جب تک اس قانون میں کوئی ترمیم نہیں ہوتی۔ مسٹر اچاریہ کو یقین ہے۔ کہ اس قانون کی تعزیری دفعات سختی سے نافذ نہیں کی جائیں گی۔ خصوصاً جہاں تک ہمبستری کو چھوڑ کر دس گیارہ سال کی عمر کی لڑکیوں کی رسومات مناکحت کا تعلق ہے۔

——— یکم اپریل۔ بٹالہ۔ گوجرانوالہ۔ لدھیانہ۔ جمشید پور۔ دہلی پشاور وغیرہ بعض شہروں میں کم سن لڑکے لڑکیوں کے نکاح پڑھائے گئے۔

——— لاہور۔ ۳ر اپریل۔ کل خواتین کا ایک وفد مسز بھولا ناتھ کی قیادت میں ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تاکہ صوبہ پنجاب کے "صیغہ صحت خواتین" کے مصارف میں مجوزہ تخفیف کے متعلق احتجاج کرے۔ گورنر نے جواب میں کہا افسوس ہے۔ کہ میں کوئی حتمی وعدہ نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ عہد کرتا ہوں۔ کہ آپ کے خیالات و مطالبات پر ہمدردانہ غور کروں گا۔

——— نئی دہلی۔ ۳ر اپریل۔ سرپسرو اطلاع دیتے ہیں۔ کہ آل پارٹیز کمیٹی کا اجلاس جو بمبئی میں ۷ر اپریل کو منعقد ہونا تھا۔ اب ۱۸ر اپریل کو منعقد ہونا قرار پایا ہے۔

——— لاہور۔ ۲ر اپریل۔ سرکاری حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ وائسرائے نے تمام صوبوں کے گورنروں کو دہلی بلایا ہے۔ تاکہ ان سے مشورہ ...

ممالک غیر کی خبریں

——— نیویارک۔ ۲۹ر مارچ پولیس کمشنر نے اعلان کیا ہے۔ کہ نیویارک کی پولیس نے مجرموں کا سراغ لگانے کے لئے شہر کے اوپر گھنٹہ گھنٹہ کی پرواز لگانی شروع کر دی ہے۔ اس دستہ میں بارہ ہواباز اور ۳ ہوائی جہاز شامل ہوئے ہیں۔ کمشنر موصوف نے یہ بھی کہا۔ کہ یقین کرنے کے وجوہ موجود ہیں۔ کہ مجرم جلد ہی ہوابازی کی دنیا میں بھی اپنی سرگرمیوں کا آغاز شروع کر دیں گے۔

——— طہران۔ ۳۱ر مارچ۔ مسٹر فروغی حکومت ایران کے وزیر اقتصادیات مقرر کئے گئے ہیں۔

——— لنڈن۔ ۳۱ر مارچ۔ آج دارالعوام میں وزیر ہند نے مس راتھبورن کے سوال کے جواب میں اعلان کیا۔ کہ حکومت قانون سارداکے نفاذ کے لئے ضروری کارروائی کرنے کی اہمیت کو سمجھتی ہے۔ وہ اسے ہرگز واپس نہیں لے گی۔ اور نہ کسی دھمکی کے آگے جھکے گی۔

——— ڈبروگڑھ۔ ۲ر اپریل۔ آج ایک اور موچی بھی کلرام چلادن نے آسام کونسل کے انتخاب کے لئے نامزدگی کے کاغذات پیش کئے۔ لوکل بورڈ کے صدر رائے نلمہ دت بہادر اس کے ایک حریف ہیں۔

——— ناگپور۔ ۳۰ر مارچ۔ گورنر با جلاس کونسل نے مسز جے ایف میکفیڈن اور مسز ساوتری بائی دیو کو ناگپور ڈسٹرکٹ میں تیسرے درجہ کی مجسٹریٹی کا عہدہ دیا ہے۔ یہ پہلا موقع ہے۔ کہ یہاں عورتیں مجسٹریٹ مقرر ہوئی ہیں۔

——— دہلی۔ ۲ر اپریل۔ اسمبلی کے آخری روز مسٹر اچاریہ نے ایک سوال کا نوٹس دیا۔ کہ شاردا ایکٹ کب تک جاری رہے گا۔ گورنمنٹ نے جواب دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ دس دن کا نوٹس دینا چاہیئے۔

——— دہلی۔ ۲ر اپریل۔ "بنگالی" کلکتہ کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ ۳۱ر مارچ کو وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں گاندھی جی کی پیدا کردہ پولیٹیکل صورت حالات پر غور کیا گیا۔ اور فیصلہ کیا گیا کہ جب تک ممکن ہوا۔ گورنمنٹ گاندھی جی پر ہاتھ نہیں ڈالیگی۔

——— آلہ آباد۔ ۳ر اپریل۔ شاردا ایکٹ کے نفاذ سے پہلے پہلے ۲۵ر مارچ کو مہاراجہ محمود آباد کے ۷ سالہ لڑکے کی شادی اودھ ہائی کورٹ کے چیف جج کی ۴ سالہ پوتی سے کر دی گئی۔

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)